حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک شریف کے معجزات
کمالات، اعجاز اور برکتوں پر مشتمل عشق و محبت سے پرنور تحریر

برکاتِ موئے مبارک
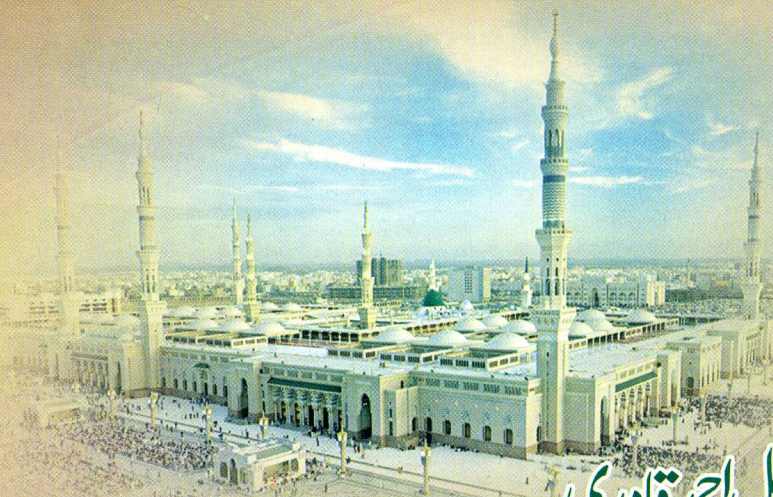
محمد شکیل احمد قادری

مسلم کتابوی لاہور
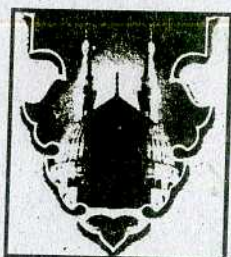
ہم سیاہ کاروں پہ یا رب تپشِ محشر میں
سایہ اُفگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

برکاتِ موئے مبارک

حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بال مُبارک شریف کے معجزات، کمالات، اعجاز اور برکتوں پر مشتمل عشق و محبت سے پُرنور تحریر

یہ تصویر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُن موئے مُبارک کی ہے جو کہ ترکی کے شہر استنبول میں موجود ''توپ کاپے'' میوزیم میں تشریف فرما ہیں۔

مرتب: خادم موئے مبارک محمد شکیل احمد قادری
0301-4070445

میرے معبود کو پیارے میرے سرکار کے گیسو
عُروجِ حُسن سے آگے میرے سرکار کے گیسو

برکات موئے مُبارک

نام کتاب	:	برکات موئے مُبارک
مؤلف	:	خادم موئے مبارک سگ عطار محمد شکیل احمد عطاری
موضوع	:	حضورِ جانِ کائنات ﷺ کے موئے (بال) مبارک کے اعجاز، کمالات اور برکتوں پر مشتمل
خصوصی شفقت	:	سید محمد سیف اللہ خالد شاہ گیلانی
ٹائٹل ڈیزائن	:	محمد ارشد رحمانی
کمپوزنگ	:	سید توقیر حسین گیلانی، محمد توقیر حسین عطاری قادری
ناشر	:	مسلم کتابوی لاہور
قیمت	:	60 روپے

ملنے کا پتہ

مسلم کتابوی

8/C دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

کتاب پڑھنے کی دُعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے اِن شَآءَاللہ عَزَّ وَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام

ترجمہ: اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہم پر علم و حکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما! اے عظمت اور بزرگی والے!

(مُستَطرَف ج ا ص ۴۰ دار الفکر بیروت)

(اوّل آخر ایک بار دُرود شریف پڑھ لیجئے)

قیامت کے روز حسرت

فرمانِ مصطفی ﷺ: سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اُس کو ہوگی جسے دنیا میں علم حاصل کرنے کا موقع ملا مگر اُس نے حاصل نہ کیا اور اس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور دوسروں نے تو اس سے سُن کر نفع اُٹھایا لیکن اس نے نہ اُٹھایا (یعنی اس علم پر عمل نہ کیا)۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵۱ ص ۱۳۸ دار الفکر بیروت)

فہرست

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله

وعلىٰ الك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

۲۳ شوال المکرم ۱۴۳۵ھ بمطابق 20 اگست 2014ء بروز بدھ صبح
نماز فجر کے بعد زیارت موئے مبارک کے بعد آغاز کیا
(بااجازت موئے مبارک)

بَرکاتِ موئے مبارک

ہم سیاہ کاروں پہ یا رب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو!

(الحمدللہ رب العلمین) اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے اور اسکے پیارے محبوب سرورِ دوعالم، نُورِ مُجسّم، شاہِ بنی آدم، رسول محتشم ﷺ کی نظر عنایت سے اس غلام کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ محبوب رب العالمین ﷺ کے مبارک گیسو (موئے مبارک) شریف کی بارگاہ اقدس میں کچھ نذرانہ پیش کروں۔ الحمدللہ اس خادم کے پاس محبوبِ رب، تاجدارِ عَرَب عَزَّ وَجَلَّ وَ ﷺ کے موئے مبارکہ تشریف فرماہیں۔ اور اسکی برکات بیان سے باہر ہیں۔

یہ حقیر اپنی ساری زندگی موئے مبارکہ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت تحریر کرتا رہے پھر بھی لائق تکریم ایک ذرہ بھر بھی تحریر نہیں کرسکتا۔ موئے مبارک کی تو اتنی شانیں اور برکتیں ہیں کہ کوئی اس کو قلمبند نہیں کرسکتا۔ اگر کسی بخت آور خادم یا غلام کو کچھ لکھنا نصیب ہوجائے تو یہ اُسکی خوش بختی ہے جو اُس کو اجازت ملی درحقیقت موئے مبارک کی شان تو اللہ عزوجل اور اُس کے پیارے نبی حُضورِ انور، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، بِاذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے با

خبر، محبوبِ داورعَزَّ وَجَلَّ ﷺ جن کے موئے مبارک ہیں وہی جانتے ہیں۔ہم یہ سمجھتے ہیں کہ موئے مبارک کی بارگاہ میں کچھ نذرانہ عقیدت تحریر کر کہ ہم اصل میں اپنی شان کو بڑھاتے ہیں ہمیں جن کے صدقے عزتیں ملیں اوران شاءاللہ عزوجل بروزحشر بھی ان ہی کے موئے مبارک کے توسّل سے شفاعت اور کرم نوازیاں نصیب ہونگی۔اللہ عزوجل ہم سب کوموئے مبارک کی زیارت ادب واحترام سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا و آخرت میں اسکی برکات سے ہماری ساری منزلیں آسان فرمائے آمین۔

اس کتاب کے اصل مسوّدہ کودوبارہ خوشخطی کے ساتھ تحریر کرنے میں اور غلطیاں دور کرنے میں سید سیف اللہ خالد اوراُن کے اہل خانہ نے جوتعاون کیا اللہ عزوجل ان کو جزائے خیرعطا فرمائے۔اورمیرے دلعزیز سیّدتوقیرحسین شاہ گیلانی اوراُن کے دوست محمد توقیرحسین عطاری قادری نے اس کتاب کی کمپوزنگ اورڈیزائننگ کرنے میں میری مدد کی ہے اللہ عزوجل اوراُسکے پیارے محبوب، محبوبِ رب، تاجدارِعَرب عَزَّ وَجَلَّ ﷺ انہیں اجرِعظیم سے نوازے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیه وآلہٖ وبارك وسلّم

خادم موئے مبارک:سگِ عطار

محمد شکیل احمد عطاری

فضائل درود پاک

جب ہم ایک بار درود شریف پڑھتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ دس بار رحمت بھیجتا ہے دس درجات بلند کرتا ہے دس نیکیاں عطا فرماتا ہے دس گناہ مٹا دیتا ہے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب اور بیس غزوات میں شمولیت کا ثواب عطا کرتا ہے۔درود پاک سبب قبولیت دُعا ہے۔اسکے پڑھنے سے شفاعتِ مصطفی ﷺ واجب ہوجاتی ہے مصطفیٰ کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلّم کا بابِ جنت پر قُرب نصیب ہوگا۔درود پاک تمام پریشانیوں کودور کرنے کے لیےاور تمام حاجات کی تکمیل کے لیے کافی ہے درود پاک گناہوں کا کفارہ ہے۔صدقہ کا قائم مقام بلکہ صدقہ سے بھی افضل ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیك یا سید ی یا رسول الله
وعلیٰ الك واصحابك یا سید ی یا حبیب الله

ادا کرتے ہیں وہ سنت صحابہ کی جنھوں نے بھی
تبرک جان کر رکھے میرے سرکار ﷺ کے گیسو!

الحمد اللہ مجھ حقیر کے گھر میں موئے مبارک تشریف فرما ہیں اور اُن کی برکتیں دیکھنے کوملتی رہتی ہیں۔اور یہ کتاب بھی موئے مبارک کی ایک ایسی برکت دیکھنے کے بعد تحریر کرنی شروع کی ہے۔

19-8-2014 کو صبح نماز فجر کے بعد سارا معاملہ پیش آیا جو کہ اِن شاءاللہ کتاب کے آخر میں لکھوں گا اور جو جو مشاہدات میں نے دیکھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الغرض اُن کے ہرمُو پہ لاکھوں درود
اُن کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

تبرکات مقدسہ اور شعائر اللہ کی عظمت و برکت

اللہ عزوجل نے جن احکام ومناسک اور مقامات واماکن کی حُرمت وتکریم کا حکم دیا ہے انہیں حرمات وشعائر اللہ کہا جاتا ہے۔ وہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ اُنھیں دیکھ کر اور اُن سے متعلق ہدایات پر عمل کر کے ایمان کی لذت وحلاوت میں اضافہ ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں جابجا تبرکات کا اور مقامات مقدسہ کی حرمت وتعظیم کا ہمیں حکم اور درس ملتا ہے۔

اللہ عزوجل سورۃ حج آیت نمبر ۳۰ میں طواف بیت اللہ کا حکم بیان کرنے کے بعد ارشاد فرماتا ہے:۔

ترجمہ کنزالایمان: ''بات یہ ہے اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اُس کے لیے اُس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔''

حرمت اللہ سے رب کائنات کے احکام وارشادات مُراد ہیں خواہ وہ جیسے اور جن فرائض وعبادات سے متعلق ہوں۔ مناسک حج بھی مُراد ہیں۔ اور بعض مفسرین کرام، بیت حرام، مشعر حرام، شہر حرام، بلد حرام اور مسجد حرام بھی مُراد لیتے ہیں۔ اسکے بعد والی دوسری آیات کریمہ میں بھی اسی طرح کا حکم ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنزالایمان: ''بات یہ ہے جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔'' (سورۃ حج آیت نمبر ۳۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہاں شعائر اللہ سے مُراد قربانی کے جانور ہیں اور اُنکی تعظیم یہ ہے کہ قربانی کے جانور فربہ خوبصورت قیمتی ہوں شعائر اللہ میں جاندار اور بے جان دونوں چیزیں شامل ہیں جنھیں اس عظمت وبرکت سے نوازا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ کنزالایمان: ''اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے

لیے اللہ کی نشانیوں سے کئے تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے۔'' (پ ۱۷ سورۃ حج آیت نمبر ۳۶)

بے شک صفا ومروہ وہ دو بے جان پہاڑیاں ہیں جہاں ننھے اسماعیل علیہ السلام کے لیے پانی کی تلاش میں سیدہ بی بی حاجرہ رضی اللہ عنہا نے چکر لگائے اللہ عزوجل کو یہ ادا ایسی پسند آئی کہ ان دونوں بے جان پہاڑیوں کو شعائر اللہ میں داخل فرمایا۔ ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ کنز الایمان:۔ ''بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں۔ تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں (صفا ومروہ) کے پھیرے (سعی) کرے۔ اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔''
(سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۵۸)

اب قرآن پاک کا ایک ایسا واقعہ مختصراً عرض کرتا ہوں۔ جو سورۃ بقرہ میں موجود ہے اور اس واقعہ میں جس ''تابوت سکینہ'' کا ذکر ہے وہ کیا تھا اس واقعہ سے آپ کو انبیاء (علیہم الصلوۃ والسلام) کے استعمال شدہ تبرکات کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے گا اور اس تابوت سکینہ کو اللہ عزوجل نے اپنے شعائر میں داخل فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت شمویل علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی بنائے گئے۔ بنی اسرائیل پر اس زمانہ میں ایک ظالم اور جابر بادشاہ جالوت مسلط تھا۔ بنیامین بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک صالح اور عالم وشجاع شخص طالوت کو حضرت شمویل علیہ السلام نے بحکم الٰہی بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا بنی اسرائیل نے کہا کہ نبوت لاوی بن حضرت یعقوب علیہ السلام اور سلطنت یہودہ بن حضرت یعقوب علیہ السلام میں چلی آرہی ہے اور یہ ان دونوں خاندانوں میں سے نہیں تو یہ ہمارے بادشاہ کیسے ہو سکتے ہیں؟ حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ سلطنت کا تعلق نسل وخاندان سے نہیں بلکہ توفیق فضل الٰہی سے ہے پھر طالوت کے بارے میں حضرت شمویل علیہ السلام نے کہا:

ترجمہ کنزالایمان: ''فرمایا اسے اللہ نے تم پر چن لیا۔ اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی اور اللہ اپنا مُلک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔''
(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۴۷)

پھر بنی اسرائیل نے حضرت شمویل علیہ السلام سے کہا کہ اگر طالوت بحکم الٰہی ہمارے بادشاہ ہیں تو اُن کی نشانی کیا ہے؟ حضرت شمویل علیہ السلام نے جو جواب دیا اس کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح ہے:

ترجمہ کنزالایمان: ''اور اُن سے اُن کے نبی نے فرمایا: اُس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے۔ اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر ایمان رکھتے ہو۔'' (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۴۸)

تابوت سکینہ جسے اللہ نے اپنی نشانی قرار دیا وہ کیا تھا۔ وہ شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا صندوق تھا۔

تفسیر جلالین و جمل و خازن و مدارک میں اس کی تفصیل اس طرح ہے تابوت سکینہ کو اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اس میں تمام انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں تھیں اور آخر میں حُضورِ انور، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضور کے دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک سُرخ یاقوت میں تھی کہ حضور بہ حالت نماز قیام میں ہیں اور آپ کے گرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصاویر کو دیکھا یہ صندوق وراثۃً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا۔ آپ اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی۔

چنانچہ اس تابوت میں الواح توریت کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کے کپڑے اور آپ کے نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کا عصا اور تھوڑا سا ''مَن'' جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے جس سے بنی اسرائیل کے دل کو تسکین رہتی تھی۔ آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں منتقل و متوارث

ہوتا چلا آیا جب انھیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر اللہ سے دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلے میں وہ اسکی برکت سے فتح پاتے۔

جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور اُن کی بدعملی بہت بڑھ گئی اللہ تعالیٰ نے اُن پر عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ اُن سے تابوت چھین کر لے گئے۔ اسے گندے اور نجس مقامات پر رکھا اور بے حرمتی کو ان گستاخیوں کی وجہ سے عمالقہ طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا ہوئے اُن کی پانچ آبادیاں ہلاک ہوئیں اور اُنھیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت ان کی بربادی کا باعث ہے اپنی یہ بربادی دیکھ کر عمالقہ نے تابوت کو ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لائے۔ اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لیے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا۔ بنی اسرائیل نے اسے دیکھ کر طالوت کی بادشاہی قبول کی اور بلا پس و پیش جہاد کے لیے تیار ہو گئے کیونکہ تابوت پا کر انہیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا۔ طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کیے جن میں سے حضرت داوٗد علیہ السلام بھی تھے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اس واقعے کی مزید تفصیلات کے لیے حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب (عجائب القرآن مع الغرائب القرآن) کا مطالعہ کریں۔

تابوت سکینہ کی تصویریں اللہ کی طرف سے آئی ہوئی تھیں وہ کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں تھیں۔ جان دار کی تصویر سازی و تصویر کشی انسان کے ممنوع و حرام ہے۔

تابوت سکینہ کی مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ انبیاء و صالحین کے آثار و تبرکات کا اعزاز و اکرام اہل ایمان کے لئے ضروری ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ بلائیں دفع ہوتی ہیں دشمن پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ دل کو سکون ملتا ہے۔ اور ان آثار و تبرکات کی بے حرمتی اور اہانت بدنصیبوں گستاخوں اور گمراہوں کا طریقہ اور بربادی و ہلاکت کا سبب ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ بنی اسرائیل کو تابوت سکینہ کی برکات

سے فتح نصیب ہوتی اور ان کی دعائیں قبول ہوئیں۔ وہ تو تبرکات مقدسہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کے تھے اور لوگ ان تبرکات کی برکتیں حاصل کرتے تھے۔ تو پھر محبوبِ خُدا، نورِ کبریا، احمدِ مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے آثار مبارکہ اور تبرکات کا کیا مقام ہوگا۔ اور موئے مبارک تو تبرکات کا سردار ہے کہ یہ حُضورِ انور، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، بِاِذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کے جسم مبارک کا حصہ ہے اور اس کی زیارت کرنا، ادب کرنا اور اُس کے توسل سے دعا کرنا کتنی مقبولیت کا حامل ہو گا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حضور ﷺ کے تبرکاتِ مبارکہ سے محبت کا انداز کیا تھا۔ وہ ہم چند واقعات سے سیکھتے ہیں لیکن ہم ان کی محبتوں کا جو کہ ان کی تبرکات اور موئے مبارکہ سے تھیں اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

چادر مبارک سے محبت:

حضرت سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سرورِ دوعالم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے آپ اپنی یہ چادر مبارک عنائیت فرمادیں آپ ﷺ نے اسے وہ چادر عنائیت فرمادی صحابہ کرام کے سوال پر اس شخص نے چادر حاصل کرنے کی یہ وجہ بتائی۔

اس شخص نے کہا واللہ! میں نے یہ چادر آپ ﷺ سے اس لیے مانگی ہے کہ اسے اپنا کفن بناؤں سہل بن سعد کہتے ہیں کہ یہی چادر اسکا کفن بنی۔ (صحیح بخاری)

حضور ﷺ کے جُبّہ مبارک سے شفاء ملنا:

حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس محبوبِ رب، تاجدارِ عَرَب عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کا ایک جُبّہ مبارک تھا جس کے بارے میں وہ کہتی تھیں کہ یہ جُبّہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کے انتقال کے وقت تک رہا۔ انتقال کے بعد اسے میں نے لے لیا۔ حُضورِ انور، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، بِاِذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر

عَزَّ وَجَلَّ ﷺ اسے پہنا کرتے تھے ہم اسے دھوکر مریضوں کو اسکا پانی پلاتے ہیں جس سے اُنھیں شِفا مل جاتی ہے۔ (ص ۱۹۰ صحیح مسلم جلد دوم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے محبوبِ رب، تاجدارِ عَرَب عَزَّ وَجَلَّ ﷺ ایک بار ہمارے گھر تشریف لائے اور ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ کے منہ سے آپ ﷺ نے پانی پیا۔ میری ماں اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزہ کے اس حصہ کو کاٹ کر محفوظ کر لیا جس سے لب ہائے رسول ﷺ مَس ہوئے تھے۔ مشکیزہ کا یہ منہ ہمارے گھر محفوظ ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل)

حضرت خداش بن ابی خداش کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پہلے حضور اکرم ﷺ پانی پیا کرتے تھے۔ اور آپ سے ہی خداش بن ابی خداش نے حاصل کر لیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کبھی حضرت خداش رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تو وہی پیالہ منگواتے اور اس میں آبِ زم زم رکھ کر پیتے پھر اپنے چہرے پر اس پانی کے چھینٹے مارتے۔

(ترجمہ خداش، الاصابہ۔ کنز الایمان)

حضرت ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں:

میں نے بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنہوں نے نبی پاک ﷺ کا وضو کا بچا ہوا پانی جمع کر لیا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ لوگ وہ پانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے تھے جسے کچھ مِل گیا اُس نے اُسے (منہ اور بدن) پر مَل لیا اور جو اس سے محروم رہا وہ پانی حاصل کرنے والے شخص کے ہاتھ کی تری ہی سے فیض حاصل کر رہا ہے۔

(صحیح بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ حُضورِ انور، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، بِاِذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ نے اپنے ناخن کٹوائے اور انھیں موجود لوگوں کے درمیان تقسیم فرمایا۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

امام المحدثین ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری:

(ولادت ۱۹۴ھ وصال ۲۵۶ھ) تبرکاتِ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں ایک باب کے تحت چند احادیث کریمہ کی روایت اپنی صحیح بخاری میں اس طرح کرتے ہیں ۔تبرکاتِ رسول اللہ ﷺ یعنی آپ کی زرہ، عصا، تلوار، پیالہ، اور انگوٹھی کا ذکر جنھیں بعد میں آپ کے خلفاء نے استعمال کیا اُنھیں تقسیم نہیں کیا گیا نیز آپ ﷺ کے موئے مبارک، نعلین مبارک، اور برتنوں کو آپ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام و دیگر حضرات نے تبرکات قرار دے کران سے برکت حاصل کی۔(صحیح بخاری)

حضرت قاضی عیاض رضی اللہ عنہ شفاء شریف میں لکھتے ہیں کہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کولوگوں نے دیکھا کہ وہ منبر رسول جہاں محبوبِ رب، تاجدارِ عَرَب عَزَّوَجَلَّ وَ ﷺ بیٹھا کرتے تھے اپنے ہاتھ سے اسکو مَس (چھوتے) کرتے تھے اوراپنے چہرے پر مَل لیا کرتے تھے۔(شفاء شریف)

مذکورہ بالا تشریح ملاحظہ کرنے کے بعد اندازہ لگائیں کہ صحابہ کرام کو رسول کریم ﷺ سے کس قدر محبت تھی کہ وہ صرف آپ کے دست مبارک کو نہیں بلکہ جو ہاتھ اس دست مبارک سے چھو جاتا اُسے بھی بوسہ دیتے چہرے اور سینے پر ملتے۔حتیٰ کہ آپ ﷺ کی نشت گاہ سے بھی برکت حاصل کرنے کے لئے اسے چھو کر اپنے چہرے پر مل لیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ کی ذات سے منسوب ہر چیز کا انتہائی ادب واحترام کرتے تھے۔ الغرض صحابہ کرام کا تبرکات سے عشق ومحبت ہماری ناقص عقلوں میں نہیں آسکتا اُن سے بڑھ کر تبرکات کو کون سمجھ سکتا ہے۔ یہ موضوع اتنا پیارا اور طویل ہے کہ کئی جلدیں تحریر کی جا سکتی ہیں۔اور ہم پھر بھی اس کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

اولیاء کرام کے تبرکات مقدسہ:

جس چیز کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہو مثلاً بال مبارک، پیراہن مبارک، عصا مبارک، اس کی برکتوں اور سعادتوں کا اندازہ کون کرسکتا ہے جبکہ رسول کریم ﷺ کی بارگاہ

کے مقبولوں اور محبوبوں کے تبرکات اوران سے نسبت رکھنے والی چیزوں کی برکتوں اور عظمتوں کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

حضرت سلطان المشائخ سرکار نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور آپ کی ریش مبارک (داڑھی مبارک) کا ایک بال اُکھڑا ہوا ہے اگر اجازت دیں تو میں اسے بطور تعویز اپنے پاس رکھ لوں ارشاد فرمایا رکھ لو۔ میں نے اس بال مبارک کو بڑے احترام سے اٹھایا اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لیا۔اس حکایت کو بیان کرتے وقت حضرت محبوب الٰہی کی آنکھیں پُرنم تھیں فرمانے لگے اس بال مبارک کے میں نے کیا کیا فیوض وبرکات دیکھے ہیں کیسے بیان کروں۔

"جو بیمار یا روگی آتا تھا اور مجھ سے تعویز مانگتا میں یہی بال شریف اس کے ہاتھوں میں دے دیتا اُسے شفاء ہو جاتی"۔

میرے ایک دوست تھے تاج الدین مینائی اُن کا ایک چھوٹا بچہ بیمار ہوا وہ میرے پاس آئے اور تعویز مانگا میں اس بال مبارک کو جہاں رکھا تھا بہت ڈھونڈھا مگر نہ ملا یہاں تک کے میرے دوست تاج الدین مینائی کا وہ چھوٹا بچہ اسی بیماری میں مرگیا اس کے بعد اسی طاق پر یہ بال مبارک مجھے دوبارہ مل گیا مطلب یہ کہ چونکہ میرے اس دوست کے بچے کو مرنا ہی تھا اس لیے یہ بال مبارک غائب ہو گیا تھا۔تو معلوم ہوا کہ اللہ کے وہ پیارے حبیب ﷺ جن کے صدقے میں ان اولیاء کرام کو یہ مرتبہ ومقام ملا ان کے اپنے بال مبارک شریف کی جوان کا جزوبدن ہے کتنا عالی مقام ہوگا اور بال مبارک شریف کی زیارت کرنے والا اس کا ادب واحترام کرنے والا کیسی کیسی نعمتوں اور سعادتوں سے مالا مال ہوگا۔ ہماری عقلیں کماحقہ اس کا اندازہ نہیں لگاسکتیں۔

آیئے اب اس موئے مبارک کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

جن کی برکتیں بیان سے باہر ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے بال مبارک

ترجمہ کنزالایمان: "چاشت کی قسم اور رات کی قسم جب وہ پردہ دے۔"

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ

وَالضُّحٰی سے مراد آپ کا چہرہ انور اور وَالَّیْلِ سے مراد آپ کی زلف عنبریں ہے یعنی بال مبارک (زرقانی)۔

اسی لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحیٰ تیرے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ ہمارے پاس حضور اکرم ﷺ کا ایک بال مبارک ہے جو کہ ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ یا ان کے گھر والوں سے حاصل ہوا ہے۔ تو حضرت سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

اگر میرے پاس ایک بال مبارک بھی ہو تو یہ میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے محبوب ہے۔ (بخاری شریف)

یعنی دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں ہے ان سب سے محبوب ہے۔

محبوب رب، تاجدارِ عَرَب عَزَّ وَجَلَّ وَ ﷺ نے کئی دفعہ اپنے بال مبارک تقسیم فرمائے ہیں۔ شواہد النبوۃ میں ہے ٦ھ میں صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ نے حجامت بنوائی اور بال مبارک ایک سبز درخت پر ڈال دیئے:

یہ دیکھتے ہی تمام صحابہ کرام اس درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور حضور اکرم ﷺ کے بال مبارک ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے بھی کوشش کر کے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے چند بال مبارک حاصل کر لئے اور جب رحمت دو عالم ﷺ نے دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا تو میں ان مبارک بالوں کو

پانی میں ڈبو کر جس مریض کو پلا دیتی اللہ تعالیٰ اس کو شفاء عطا فرما دیتا۔ (شواہد النبوۃ)

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ نے اپنے بال مبارک خود تقسیم فرمائے گویا غیب داں نبی کی آنکھ مبارک یہ دیکھ رہی تھی کہ جب یہ بال مبارک مجھ سے محبت کرنے والوں کے پاس پہنچیں گے تو وہ میرے ان مبارک بالوں سے برکتیں حاصل کریں گے اور ان کی تعظیم و توقیر کر کے جنت الفردوس حاصل کریں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ وادی مِنٰی میں تشریف فرما ہوئے پھر جمرہ کے پاس تشریف لا کر شیطان کو کنکری ماری۔ پھر مِنٰی تشریف لا کر قربانی کی پھر حجام سے فرمایا کہ داہنے طرف سے میرا سر مونڈنا شروع کرو پھر بائیں جانب سے پھر آپ ﷺ نے بال مبارک کو لوگوں میں تقسیم فرمایا۔ (مسلم شریف)

انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت اس طرح ہے۔ حضور ﷺ جب شیطان کو کنکری مار چکے اور قربانی فرما چکے تو سر منڈایا حجام کی طرف اپنا دایاں حصہ سر کرتے ہوئے اسے مونڈنے کا حکم دیا اور ابوطلحہ انصاری کو طلب کر کے انہیں بال مبارک عنایت فرمایا پھر حجام کو حکم دیا کہ وہ آپ کا بایاں حصہ سر مونڈے تو اس نے سر مونڈا اور آپ ﷺ نے وہ بال مبارک بھی حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا اور انہیں حکم دیا۔ اسے لوگوں کے درمیان تقسیم کردو۔ (مسلم شریف)

مشارح مسلم شریف امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے بال مبارک سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ اور حصول برکت کے لیے بال مبارک کو چُن کر اسے محفوظ رکھنا جائز ہے نیز امام نووی نے یہ بھی لکھا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر بال مبارک کی تقسیم کا یہ جو واقعہ پیش آیا ہے تو سر مونڈنے والے حجام کون تھے؟

ان کے نام کے سلسلے میں محدثین کا اختلاف ہے مگر مشہور یہ ہے کہ وہ مُعَمَّر بن عبداللہ العروی تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے وادی مِنیٰ میں جب اپنا سر مُنڈایا تو اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے دائیں حصہ سر کو پکڑا اور منڈایا اور جب اس سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا:۔

اور مجھے کچھ موئے مبارک دے کر فرمایا کہ اے انس یہ اپنی ماں کے پاس لے جا کر اُنھیں دینا۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھ یہ خصوصی عنایت دیکھ کر لوگوں نے بائیں حصہ سر کے مونڈے جانے کے وقت ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش شروع کردی کوئی کچھ بال مبارک یہاں سے حاصل کررہا ہے کوئی وہاں سے حاصل کررہا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے:

محبوبِ رب، تاجدارِ عرب عزَّ وَجلَّ و ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک نے مجھ سے کہا کہ یہ حضور ﷺ کا موئے مبارک ہے جسے میرے مرنے کے بعد میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ میں نے ان کی وصیت کے مطابق وہ موئے مبارک ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے۔ (ترجمہ انس بن مالک الاصابہ)

انس نے یہ وصیت کی زبان کے نیچے رکھ دینا
مجھے دفنانے سے پہلے میرے سرکار کے گیسو

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ اپنے سر مبارک کے بال اُتروا رہے ہیں بال اُتارنے والا بال اُتار رہا ہے اور صحابہ کرام رضون علیہم اجمعین حضور سرورِ عالم ﷺ کے گرد ایسے گھوم رہے تھے جیسے کہ وہ گویا حضور اکرم ﷺ کا طواف کررہے ہوں۔ انہوں نے آپ ﷺ کا ایک بھی موئے مبارک زمین پر پڑنے نہ دیا۔ ہر کٹا ہوا موئے مبارک کسی نہ کسی کی مُٹھی میں تھا۔ (الطبقات الکبریٰ۔ ج ۱۔ ص ۴۳۱)

نبی گیسو ترشواتے، صحابہ لیتے ہاتھوں پر
زمین پر گرنے کب پاتے میرے سرکار کے گیسو

الحمدللہ عزوجل وہ موئے مبارک جو حضور اکرم ﷺ نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ذریعے اُن کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائے وہ اس وقت کہاں او رکن کے پاس ہے اور ان موئے مبارک سے کیا برکات نازل ہوتی ہے وہ ہم کتاب کے آخر میں تحریر کریں گے۔

اس فقیر نے ان موہائے مبارکہ کی زیارت بھی کی ہے۔ ان واقعات سے ہمیں بہت سے مدنی پھول بھی حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ بے مثل و بے مثال محبوب خدا محبوبِ رب، تاجدارِ عرب عزَّ وَجلَّ و ﷺ کے موئے مبارک بھی بے مثل و بے مثال ہیں۔

۲۔ صحابہ کرام کا ان بالوں میں سے ایک بال کا بھی اپنے پاس ہونا دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھتے تھے۔

۳۔ حضور سید عالم ﷺ صحابہ کرام کو ایسا عقیدہ رکھنے سے منع نہ فرماتے تھے بلکہ خود اپنے موئے مبارک ان میں تقسیم فرمانے کا حکم ارشاد فرماتے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور موئے مبارک

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حضورِ انور، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عزَّ وَجلَّ و ﷺ کے چند بال مبارک تھے جنھیں آپ نے اپنے مکان کے ایک مخصوص حصہ میں ادب و احترام سے محفوظ کر رکھا تھا۔ ایک مرتبہ رات میں بیدار ہوئے تو دیکھا کہ مکان کے جس حصہ میں موئے مبارک تشریف فرما ہیں وہاں ستاروں کی مانند کچھ روشنیاں چمک رہی ہیں اور تلاوت قرآن کی آواز آرہی ہے۔ دوسرے دن آپ نے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا اللہ کے

پیارے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا "اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ" تم نے ستاروں کی مانند جو روشنیاں دیکھی ہیں وہ فرشتوں کا نور ہے اور تم نے تلاوت قرآن کی جو آواز سُنی وہ فرشتوں کے تلاوت قرآن کی آواز تھی بے شک فرشتے میرے بال مبارک کے پاس جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ (بحوالہ:۔حضور ﷺ کے بال مبارک)

حضرت ملا معین الدین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب معارج النبوۃ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ شب معراج اللہ جل مجدہٗ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ سے ارشاد فرمایا:۔

اے پیارے حبیب ﷺ ہم نے آپ کے سر مبارک پر چھ لاکھ بال پیدا فرمائے ہیں قیامت کے دن آپ کے ہر بال کے صدقے میں چھ لاکھ گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد فرماؤں گا۔ (معارج النبوۃ شریف)

حضور سید عالم ﷺ کے بال مبارک نہ بہت گھونگھر والے تھے نہ بہت سیدھے چنانچہ امیر المؤمنین سید علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

حضور ﷺ کے بال مبارک نہ تو بالکل گھونگھریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے۔ (جمع الوسائل فی شرح الشمائل)

آیئے صحابہ کرام کا سرورِ دوعالم، نُورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم، رسول مُحتشم ﷺ سے عشق ملاحظہ فرمایئے وہ کتنے زبردست عاشق رسول ﷺ تھے کہ روایات میں یہاں تک ملتا ہے کہ صحابہ کرام نے آنے والی نسلوں کو محبوب خُدا علیہ السلام کے سفید بالوں کی تعداد بھی بیان فرمادی۔

حضور ﷺ کے سفید بال کل سترہ یا بیس تھے۔

حضرت ابوجحیفہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کے سر مبارک میں "شیب"، یعنی سفید بال دیکھتے ہیں ارشاد فرمایا: شَیَّبَتْنِیْ هُوْدُ وَأَخَوَاتُهَا یعنی میرا سفید بال سورۂ ہود اور اسکے علاوہ (بہنیں) ہیں۔ (ھود، واقعہ، حاقہ، معارج، تکویر، اور قارعہ)

(بحوالہ الکوکب الدری ترجمہ بنام تبرکات نبوی کی تاریخی دستاویز گجرات انڈیا)

بچپن میں جب حضور ﷺ صبح کو نیند سے بیدار ہوتے تو حضور ﷺ کے گیسوئے عنبرین بغیر کنگھی کے آراستہ ہوتے اور بغیر سُرمہ کے چشمان مبارک سُرمگین ہوتیں۔

(شواہد النبوۃ)

صحابہ کرام کا موئے مبارک سے شفاء حاصل کرنا

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور ﷺ کے چند بال مبارک تھے جنہیں اُنہوں نے چاندی کی ایک ڈبیہ میں محفوظ رکھا تھا جب آپ کے پاس کوئی بیمار آتا تو آپ فرماتیں کہ "پانی کا پیالہ لاؤ" پھر آپ اس مبارک ڈبیہ کو اس پیالے کے پانی میں ڈبو کر دے دیتیں اُس پانی کو جو بیمار پیتا وہ شفایاب ہو جاتا۔ (بخاری شریف)

سبحان اللہ کیا عقیدہ تھا صحابہ کرام اور صحابیات کا اور اُم المومنین حضرت اُم سلمہ کا کہ جس ڈبی میں موئے مبارک تشریف فرما ہوئے اسکو پانی میں ڈبو کر جب وہ پانی بیمار کو پلاتیں تو وہ شفایاب ہو جاتا آج بھی ہم کسی کو موئے مبارک سے مَس پانی دیتے ہیں اور وہ عقیدت سے پیتا ہے تو اللہ کے کرم سے اور حضور ﷺ کے موئے مبارک کی برکت سے شفا ملتی ہے۔

الحمد اللہ عزوجل جو موئے مبارک حضرت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھے ہمارے پاکستان کی خوش قسمتی ہے کہ اُن موئے مبارکہ میں سے کچھ آج بھی (روہڑی سندھ) پاکستان کی ایک نہایت ہی تاریخی عمارت میں محفوظ ہیں ان موہائے مبارکہ کی مکمل تاریخ اس قدیم تاریخی عمارت کی دیواروں پر لکھی ہوئی ہے۔

حضرت عثمان بن عبداللہ موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے مجھے پانی کا ایک پیالہ دے کر اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور اکرم ﷺ کے بال مبارک تھے جنھیں انہوں نے چاندی کی ڈبیہ میں محفوظ رکھا تھا جب کسی قسم کا کوئی بیمار آتا تو آپ چاندی کی اس ڈبیہ کو پیالے کے

پانی میں ڈبو کر دے دیتیں وہ بیمار اس مبارک پانی کو پی لیتا اسے شفا مل جاتی حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس ڈبیہ مبارکہ میں دیکھا تو سُرخی مائل بال نظر آئے۔

(بخاری شریف)

اِس لئے تو کسی عاشق نے کہا ہے:

گھماتی اُم سلمہ پانی میں موئے مبارک کو
مریضوں کو شِفاء دیتے میرے سرکار کے گیسوُ

گیسوُ سے مراد زلف مبارک ہے۔ آیئے اب عشق و محبت کے کچھ اور پیارے واقعات پڑھتے ہیں ان واقعات سے آپ یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ صحابہ کرام موئے مبارک کو اپنی جان سے بڑھ کر چاہتے تھے عین جنگ کا موقع ہے دشمن جان لینے کی کوشش کر رہا ہے اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی ٹوپی، کلاہ مبارک کو تلاش کر رہے ہیں اور اس کی وجہ کیا تھی آیئے اِس عشق و محبت کے واقعے کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ہی سنتے ہیں:۔

اِس واقعہ کو حضرت علامہ قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ مالکی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۴۷۶ھ وصال ۵۴۴ھ) نے اپنی مشہور کتاب الشفاء شریف میں تحریر فرمایا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک تھے۔ آپ کی وہ ٹوپی ایک جنگ میں گر گئی۔ آپ نے اس کے حصول کے لئے بڑا سخت حملہ کیا۔ جس میں بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ اصحابِ نبی ﷺ نے آپ کے اس حملے پر اعتراض کیا تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ اس کے اندر موجود موئے مبارک کے لئے کیا تھا کہ کہیں میں اس کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور یہ مشرکوں کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی یہ ٹوپی جنگِ یرموک میں گم ہو گئی تھی۔ آپ نے اس کی تلاش میں سخت جدوجہد کی اور آخر کار مِل گئی۔ لوگوں نے پوچھا اتنی سعی و کوشش کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ عمرہ ادا فرمایا جب آپ نے

اپنا سر مبارک منڈایا تو لوگ موئے مبارک لینے کے لئے دوڑ پڑے میں نے بھی آپ کی پیشانی مبارک کے چند بال حاصل کر کے ان کو ٹوپی کی زینت بنا لیا جس لڑائی میں یہ ٹوپی میرے پاس رہی اِن مبارک بالوں کی برکت سے مجھے فتح نصیب ہوتی رہی۔

(ترجمہ خالد بن ولید-الاصابہ)

اِسی لیے تو خالد نے ہر اک معرکہ جیتا
انہوں نے ٹوپی میں رکھے میرے سرکار کے گیسو

ملکِ شام کی جو جنگیں رومیوں کے ساتھ صحابہ کرام نے لڑی وہ بے مِثال جنگیں تھیں کہیں تو ان جنگوں میں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ عقلیں حیران رہ جاتی ہیں اور تاریخ اب ایسے مردانِ عرب کو ڈھونڈتی ہے جیسا کہ ایک واقعہ ایسا ہوا کہ عرب متنصرہ نصرانیوں کے ساتھ ساٹھ ہزار کی فوج کے مقابلے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے صرف ساٹھ ساتھیوں کے ساتھ مِل کر ان نصرانیوں کے مقابلے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اور یہ ساٹھ صحابہ ان ساٹھ ہزار کافروں کو شکست دے دیتے ہیں یعنی ایک کا مقابلہ ایک ہزار کے ساتھ ہوتا ہے یہ سب حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک کی برکت ہے۔

جب ہم ملکِ شام اور ایران کی جنگوں کا ذکر پڑھتے ہیں تو سب سے زیادہ دشمن فوجوں کو شکست دینے والے صحابی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ ان بال مبارک کی برکت سے مجھے ہر جنگ میں فتح نصیب ہوتی ہے کیا عقیدہ تھا صحابہ کرام کا سبحان اللہ۔

ملک شام کے موضوع پر سب سے زیادہ جو کتاب مشہور ہے وہ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جس کا نام ہے ''فتوح الشام'' اس کا ترجمہ بھی ملتا ہے اور آسان الفاظ میں جو کتاب ہے اس کا نام ہے ''مردانِ عرب''۔

آیئے اب آپ کو ملک شام کے قنسرین کے میدان جنگ میں لیے چلتے ہیں جہاں ایک بہت ہی خاص واقعہ پیش آیا جو صحابہ کرام بالخصوص سیف اللہ حضرت سیدنا خالد

بن ولید رضی اللہ عنہ کے مبارک عقیدہ کو ظاہر کرتا ہے۔

ملک شام میں قنسرین کے علاقے میں حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر سے کئی میل دور بارہ صحابہ کرام کے ساتھ جبلہ بن ایہم غسانی کے کئی ہزار کے لشکر کے نرغے میں آ گئے اور جنگ شروع ہو گئی۔ حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خُدا کی قسم عیسائیوں کو حملہ ہم پر بہت سخت تھا لیکن حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے تنہا اپنی تلوار کے زور سے عیسائیوں کے حملہ کو پست کر دیا اور اُنھیں مار بھگایا۔

حضرت رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عیسائیوں نے پھر پلٹ کر حملہ کیا اور لڑائی نے شدت اختیار کر لی۔ ہم اصحابِ رسول پر گرمی کی شدت سے پیاس کا غلبہ بڑھتا جا رہا تھا میں حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے قریب گیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اب ہماری شہادت کا وقت قریب آ چکا ہے۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

بے شک اے عمیر کے بیٹے تم نے سچ کہا، اس لئے کہ میں اپنی کلاہ مبارک کو جس میں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ہیں اپنے خیمے میں بھول آیا ہوں ان مبارک بالوں کی وجہ سے جنگ کی شِدت اور سختی میں مجھے بڑی مدد ملتی تھی اور برکت حاصل ہوتی تھی اس کلاہ مبارک کا خیمے میں بھول آنا بھی بڑی حد تک یقین دلاتا ہے کہ شاید اب ہماری شہادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔

جنگ برابر شدت اختیار کرتی جا رہی تھی اور مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ وہ رومیوں کے درمیان قیدیوں کے مثل تھے مگر موت سے بے خوف کافروں پر تلواریں چلا رہے تھے کہ اچانک ہاتف غیبی نے پُکار کر مسلمانوں سے کہا:

خُدا سے نہ ڈرنے والا ذلیل ہوا اور خُدا سے ڈرنے والا مدد دیا گیا۔ اے حاملین قرآن تمہارے لئے راحت و آسانی آ گئی رحمٰن کی طرف سے اور صلیب کے پجاریوں پر تمھیں فتح دی گئی۔ حضرت ابو مسلم حضرمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس موقع پر حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا میں نے دیکھا کہ اچانک حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے خیمے

سے نکلے اور مسلمانوں کو پکارنے لگے اے لوگو! جلدی چلو کہ مسلمان موحدین گھر گئے ہیں حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی پُکار سُن کر مسلمان دوڑ کر ان کے گرد جمع ہو گئے اور حال پوچھنے لگے حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ میں ابھی اپنے خیمے میں سو رہا تھا کہ مجھ کو حُضورِ انور، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر جگایا اور سخت لہجے میں فرمایا:۔

اے جراح کے بیٹے تم سو رہے ہو اور باعظمت مسلمانوں کی مدد سے غافل ہو اُٹھو اور خالد بن ولید سے جا مِلو اس لئے کہ ان کو کافروں نے گھیر لیا ہے اللہ نے چاہا تو تم اُن کی مدد کے لئے پہنچ جاؤ گے۔ حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سُن کر مسلمانوں نے اپنے ہتھیاروں کو سنبھالا اور بغیر زین کے ہی گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے چل پڑے۔ حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سب سے آگے تھے اُنہوں نے دیکھا کہ ایک سوار اسلامی لشکر سے آگے بڑی تیزی کے ساتھ گھوڑا دوڑاتا ہوا حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جانب جا رہا ہے۔

مسلمانوں نے بہت کوشش کی کہ اس سوار سے جا ملیں لیکن وہ سوار اتنی تیز رفتاری سے جا رہا تھا کہ کوئی بھی کوشش کامیاب نہیں ہو پا رہی تھی، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے گمان کیا کہ شاید یہ کوئی فرشتہ ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس سوار کو پکارا اور کہا کہ اے دلیر اور بہادر سوار ٹھر جا اللہ تجھ پر رحمت نازل فرمائے یہ پکار سُن کر وہ سوار ٹھر گیا جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ قریب پہنچے تو پہچانا کہ وہ سوار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اُم تمیم رضی اللہ عنہا تھیں حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے اُم تمیم! میدان جنگ کی طرف اس قدر تیزی سے جانے کا سبب کیا ہے؟ حضرت اُم تمیم نے کہا کہ اے مسلمانوں کے سردار جب میں نے سُنا کہ میرے شوہر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے۔ (قارئین کرام آگے جو جواب حضرت اُم تمیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ ہم اہلسنت و جماعت کے حق اور سچا ہونے

کے لئے کافی ہے۔)

تو میں نے دل میں خیال کیا کہ میرے شوہر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کبھی پست اور مغلوب نہیں ہوں گے اِس لئے کہ اُن کی ٹوپی مبارک میں رسولِ پاک، صاحبِ لولاک، سَیّاحِ افلاک ﷺ کے موئے مبارک ہیں جسے میدان جنگ میں وہ ہمیشہ اپنے سر پر رکھتے ہیں پھر اچانک میں نے دیکھا کہ وہ ٹوپی مبارک خیمے میں اپنی جگہ ادب سے رکھی ہوئی ہے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اُسے جاتے جاتے وقت بھول گئے ہیں لہذا میں نے فوراً ٹوپی مبارک کو لیا اور تیزی سے میدان جنگ کی جانب روانہ ہوگئی تاکہ یہ ٹوپی اُن تک پہنچا سکوں اور اِسکی برکت سے انھیں فتح و کامیابی نصیب ہو جائے یہ سُن کر حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اُم تمیم! چلو تمھارا یہ کام اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے ہے اللہ تمھیں برکت دے (یہاں اُن لوگوں کے لئے درس عبرت ہے، جو تبرکات کو اپنے فاسد ذہن سے شرک و بدعت بولتے ہیں صحابہ کرام کا عقیدہ یہ تھا کہ اُن کو فتح و کامیابی سرورِ دوعالم، نُورِ مجسم، شاہِ بنی آدم، رسول محتشم ﷺ کے موئے مبارکہ کے وسیلے سے ملتی ہے اور یہ کام اللہ عزوجل کی خوشی کا باعث ہے)۔

حضرت اُم تمیم رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ (قبیلہ مذحج) کی عورتوں کی بھی ایک جماعت میدان جنگ کی جانب چل رہی تھی اور عورتوں کے گھوڑے اتنی تیز رفتاری سے دوڑ رہے تھے کہ گویا چڑیاں اُڑ رہی ہیں تھوڑی دیر میں ہم میدان جنگ میں پہنچ گئے پُورے میدان میں آسمان تک غبار چھایا ہوا تھا نیزوں کی انیاں چمک رہی تھیں ہمیں یہ گمان ہونے لگا کہ شاید عیسائی مسلمانوں پر غالب آچکے ہیں۔ اُسی وقت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمانوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور عیسائی کافروں پر حملہ کر دیا۔ اور اُنھیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔

حضرت رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ جو حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے بیان کرتے ہیں کہ ہم بظاہر اپنی جانوں سے مایوس ہو چکے تھے کہ اچانک ہم نے تکبیر کی آوازیں

سُنیں ہم خوش ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی اور کافروں کو ذلیل و خوار فرمایا۔

حضرت مصعب بن محارث رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا حملہ اتنا سخت تھا کہ عیسائی مشرکین کے قدم اُکھڑ گئے اور وہ بھاگنے لگے۔ مسلمانوں نے اُنھیں تلوار کی باڑھ پر رکھ لیا۔ ادھر حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان بارہ صحابہ کرام کے لئے پوری ثابت قدمی اور صبر و شجاعت کے ساتھ صلیب کے پجاریوں پر پے در پے حملے کر رہے تھے۔ کہ یہ کن لوگوں کی آوازیں ہیں اور یہ آنے والے کون لوگ ہیں؟ اچانک ایک سوار رومیوں کی صفوں کو پھاڑتا ہو گرد و غبار کے درمیان سے نکلا اور وہ رومی جو ہمارے گرد تھے اُن پر حملہ کر کے اُنھیں بھگا دیا حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تیزی سے اس سوار کے قریب گئے اور خوشی و حیرت سے پوچھا اے سوار تو کون ہے؟ اس سوار نے جواب دیا میں آپ کی بیوی اُم تمیم ہوں اور آپ کے واسطے وہ ٹوپی مبارک لائی ہوں جس میں اللہ کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے موئے مبارک ہیں جن سے تم مدد چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ ٹھراتے ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے ان مبارک بالوں کے صدقے تمہیں فتح عطا فرماتا ہے۔ لو اِس ٹوپی کو اپنے سر پر رکھ لو۔ جیسے ہی حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس ٹوپی مبارک کو اپنے سر پر رکھا تو اُسی وقت اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لطیف عَزَّ وَجَلَّ و ﷺ کے مبارک بالوں کا نور مثلِ بجلی کے چمکا۔

راوی کہتا ہے کہ جیسے ہی اس ٹوپی مبارک کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے سر پر رکھا اور عیسائیوں پر حملہ کیا تو اگلوں کو پچھلوں میں ملا دیا۔ اور عیسائی سب کے سب بھاگ نکلے۔ کچھ قتل ہوئے کچھ گرفتار اور سب سے پہلے بھاگنے والا جبلہ بن ایہم غسانی تھا۔

سبحان اللہ کیا برکات ہیں موئے مبارک کی کہ جیسے ہی سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے موئے مبارک والی مبارک ٹوپی پہنی اُسی وقت اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور کافر بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی موئے مبارک کی برکتیں عطا فرمائے (آمین)۔

سیدنا امام احمد بن حنبل اور موئے مبارک

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا دِل محبتِ رسول ﷺ سے معمور اور دماغ خوشبوئے رسالت سے مہکتا رہتا تھا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے پاس حُضورِ انور، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربِ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عزَّ وَجَلَّ و ﷺ کا ایک بال مبارک تھا وہ اِس مقدس بال کو اپنے ہونٹوں پر رکھ کر بوسہ دیتے کبھی آنکھوں سے لگاتے اور جب کبھی بیمار ہوتے تو اس بال مبارک کو پانی میں ڈال کر اس کا دھونا پیتے اور شفا حاصل کرتے۔

(بحوالہ: حلیۃ الاولیاء جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۸۴ ۱۱ بحوالہ تذکرۃ المحدثین)

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس سرورِ دوعالم، نُورِ مُجسّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم ﷺ کے موئے مبارک تھے اُنہوں نے حکم دیا کہ جب میں دُنیا سے رُخصت ہو جاؤں تو ایک ایک موئے مبارک میری دونوں آنکھوں اور تیسرا موئے مبارک میرے منہ پر رکھ کر مجھے دفن کیا جائے۔ (بحوالہ کوکب الدری مطبوعہ سعودی عرب)

(اُردو ترجمہ بنام تبرکات نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخی دستاویز مطبوعہ گجرات انڈیا)

سلطانُ الاولیاء حضرت سیدّی داتا گنج بخش علی بن الہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب (کشف المحجوب شریف) میں تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت ابوالعباس مہدی سیاری قدس سرہٗ مرو کے کھاتے پیتے خوشحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کو اپنے والد سے وراثت میں بہت زیادہ دولت مِلی تھی آپ کو پتہ چلا کہ فلاں شخص کے پاس حُضورِ انور، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربِ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عزَّ وَجَلَّ و ﷺ کے دو بال مبارک ہیں آپ نے اس شخص کو کثیر مال و زر دے کر وہ دونوں بال مبارک حاصل کر لئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان بال مبارک کے صدقے

میں آپ کو ولایت کا اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔ آپ نے حضرت ابوبکر واسطی قدس سرہٗ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انکی خدمت میں رہ کر وہ مقام حاصل کیا کہ اولیاء کے ایک گروہ کے امام بن گئے۔ پھر جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت کی کہ:۔

یہ دونوں موئے مبارک انتقال کے بعد میرے منہ میں رکھ دیے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپکا مزار مبارک مَرو میں بہت مشہور و معروف ہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مہدی سیاری کا مزار شریف مَرو میں مشہور ہے لوگ وہاں اپنی حاجتیں لے کر جاتے ہیں اور وہاں جا کر اپنی اہم حاجتیں طلب کرتے ہیں اور ان کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور یہ مجرب ہے۔ (کشف المحجوب ۱۴۳)

حضرت عُمر بن عبدالعزیز اور تبرکات رسول ﷺ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ آثار نبویہ کے اتنے عاشق تھے کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کے پاس کوئی نہ کوئی چیز تبرکات نبویہ میں سے تھی یہ ان کے گھر جا کر درخواست کرتے کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ حضور پُر نور ﷺ کے آثار ان کو دے دیں جیسا کہ حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث مبارکہ سے ظاہر ہے کہ جس کی روایت بخاری شریف میں موجود ہے۔ (حدیث مبارکہ کا کچھ حصہ اس طرح ہے۔)

بعد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ اُنھیں وہ پیالہ جس میں حُضورِ انور، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربِ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عزَّ وَجَلَّ و ﷺ نے پانی نوش فرمایا تھا تحفتاً ان کو دے دیں اور انہوں نے وہ پیالہ ان کو تحفہ کے طور پر دے دیا۔ (صحیح بخاری، ج ۷، صفحہ ۱۴۵)

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اتنے بڑے عاشق رسول ﷺ تھے اور تبرکات مقدسہ کا اتنا ادب و احترام فرماتے تھے کہ ان کا حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات یعنی کہ مسلمانوں کی امہات المومنین کے حجرات مبارکہ کی خاک اور ملبہ کا ادب کرنے کا واقعہ

احادیث سے ملتا ہے جیسا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف کی تعمیر نو کروار ہے تھے اور اُنھیں سیدات امہات المومنین کے حجرات مطہرہ کو شہید کرنا پڑا تو اُنھوں نے حاصل شدہ ملبے کی حد درجہ احتیاط کی تاکہ اس کی بے حُرمتی نہ ہو اور وہ تمام ملبہ اٹھوا کر حرہ غربیہ میں لے گئے جہاں اُنہوں نے اس ملبہ کو اپنے مکان کی چھت کے لئے استعمال کیا ان کا گھر حرہ غربیہ میں وادی بطحان کے اس پار واقع تھا۔ (ابن شبۃ النمیری البصری ج۱ ص۱۱۲)

حافظ ابن نجار نے لکھا ہے کہ ان کے دور تک وہ مکان موجود تھا اور اس پر باقاعدگی سے سفیدی ہوا کرتی تھی حافظ ابن نجار کی ولادت ۵۷۸ ہجری ہے یعنی کہ بعد کے آنے والے عاشق رسول ﷺ بھی اس مکان کا ادب واحترام کرتے تھے۔

(قطب الدین الحنفی، مصدر مذکور، صفحہ ۱۱۲)

حضورِ انور، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داور عزَّ وجلَّ و ﷺ کے جو تبرکات و آثار مبارک ان کے پاس موجود تھے ان کو آپ نے اپنے گھر میں محفوظ کیا ہوا تھا۔ بعد میں جب وہ امیر المومنین کی مسند پر متمکن ہوئے تو وہ تمام تر نوادرات کو اپنے ساتھ دمشق لے گئے آپ کے پاس جو تبرکاتِ مقدسہ موجود تھے ان کے حوالے سے دو روایات نظر سے گزری ان میں سے پہلی روایات اس طرح ہے کہ حضرت عمرو بن مہاجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محبوبِ رب، تاجدارِ عرب عزَّ وجلَّ و ﷺ کی ممتلکات (تبرکات) عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے ایک کمرے میں رکھی ہوئی تھیں روزانہ وہ کچھ وقت نکال کر اس حجرہ مبارکہ میں تخلیہ فرماتے اور جب بھی قریش کے عمائدین ان سے ملنے کے لئے آتے تو وہ اُنھیں اپنے اس کمرے میں ضرور لے جا کر ان تبرکات نبویہ کی زیارت کرواتے اور انھیں فرماتے یہ اُس ہستی مطہرہ کی میراث ہے جن کے ذریعے رب ذوالجلال نے ہمیں عزت و وقار بخشا ہے۔

(بحوالہ سنن امام احمد بن حنبل کتاب الزہد نیز ابن الجوزی ص ۵۶۷)

حضرت عمر بن مہاجر رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا مذکورہ کمرہ ان

چند تبرکات پر مشتمل تھا۔ جو حضورِ انور، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داور عزَّ وجلَّ و ﷺ کا ترکہ تھا ان میں ایک چارپائی تھی جس کو رسی سے بنا ہوا تھا، پانی پینے کا ایک پیالہ، ایک جار جس کا اوپر کا حصہ ٹوٹا ہوا تھا، کھجور کے ریشوں سے بھرا ایک سرہانہ اور ایک مخملیں چادر جو قرامق (موصل عراق) کی بنی ہوئی تھی۔ اور جس کے اوپر اس وقت بھی حضور والا ﷺ کے کُچھ موئے مبارک لگے ہوئے تھے۔

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔ (سنن ابی داؤد، ص ۲۰۷)

وہ چارپائی جس پر سید الکونین محبوبِ رب، تاجدارِ عرب عزَّ وجلَّ و ﷺ اس عالم فانی سے رحلت کے وقت آرام فرماتے تھے بعد میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کے لئے استعمال ہوئی۔ ان کے جسدِ مبارک اسی چارپائی پر رکھ کر ریاض الجنۃ میں رکھی گئیں اور ان کا جنازہ پڑھا گیا تھا۔ (ابن نجار مصدر مذکور، ص ۲۰۷)

اور اسی طرح اُمہات المومنین کے جنازے بھی اسی پر اٹھائے گئے تھے۔ اس چارپائی کا آخری بار مصدقہ ذکر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ہی ملتا ہے جنھوں نے باقی آثار مبارکہ کے ساتھ اسے اپنے ایک حجرہ میں محفوظ کیا ہوا تھا۔ چند روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ بہت ہی ضعیف ہوگئی تھی تو اسے بولی لگا کہ 40,000 درہم میں نیلام کر دیا گیا تھا اور اس کے بعد اس کے متعلق کُچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ انہی تبرکات مقدسہ جو کہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما تھے ایک اور حوالہ ملتا ہے چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ "مدارج النبوۃ شریف" میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور محبوبِ رب، تاجدارِ عرب عزَّ وجلَّ و ﷺ کے کُچھ تبرکات حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تھے جنھیں اُنہوں نے ایک کمرے میں احترام کے ساتھ محفوظ کر رکھا تھا اور ہر روز ایک بار ان تبرکات کی زیارت کیا کرتے تھے اور ان تبرکات کے متعلق بڑے ادب سے عرض کیا کرتے تھے کہ یہی تبرکات میرا سرمایہ و میراث ہیں اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے ہمیں

عزت دے۔ کمرے کے اندر رکھے ہوئے تبرکات یہ تھے:۔

۱- ایک چارپائی
۲- چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی
۳- ایک جوڑا موزہ
۴- ایک چکی
۵- ایک ترکش جس میں چند تیر تھے

تکیہ کے اندر حضور محبوبِ رب، تاجدارِ عَرَب عَزَّ وَجَلَّ و ﷺ کے سر مبارک کی چکنائی کا اثر تھا ایک شخص کو سخت بیماری لاحق ہوئی جس سے اُسے شفا نہیں مِل رہی تھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا اور پھر آپ کی اجازت سے اس چکنائی میں سے کُچھ دھو کر بیمار کی ناک میں ٹپکایا گیا جس سے وہ تندرست ہوگیا۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن محمد ابن عبداللہ (ابن عمر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بستر مرگ پر تھے تو اُنہوں نے آثار نبویہ میں سے چند موہائے مبارکہ اور تراشیدہ ناخنوں کو لانے کے لیے کہا اور وصیت کی جب ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے تو مذکورہ آثار مبارکہ کو ان کے کفن کے اندر رکھ کر ان کو دفنایا جائے اور ایسے ہی کیا گیا۔

(ابن سعد، ج:۵، ص:۵۲)

عمر سے عالم برزخ میں ملنے پر یہ پوچھوں گا
کفن میں کس لئے رکھے میرے سرکار کے گیسو!

ایک لحاظ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا تبرکات نبویہ کے لیے مختص کردہ کمرہ عالم اسلام کا پہلا میوزیم تھا جس میں آثار مبارکہ اور تبرکات نبوی کے نہ صرف محفوظ کرنے کا اہتمام کیا گیا بلکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز خود عمائدین قریش کو ان کی زیارت کرواتے اور فرماتے (یہ اس ہستی کی میراث ہے جن کے ذریعے رب ذوالجلال نے ہم کو عزت اور وقار بخشا ہے)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور تبرکات مقدسہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''تاریخ خلفاء'' میں رقمطراز ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۶۰ ہجری ماہ رجب میں دنیا سے پردہ فرمایا ان کے پاس حضور ﷺ کے کچھ موہائے مبارکہ اور قمیض مبارکہ اور چند تراشیدہ ناخن مبارکہ تھے دنیا سے رُخصت کے وقت انہوں نے وصیت کی وہ آثار مبارکہ ان کی انکھوں اور منہ پر رکھے جائیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا اس طرح کر دینا اور پھر معاملہ میرے اور رب رحمان ورحیم کے درمیان چھوڑ دینا۔ (علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر ۱۸۵)

علامہ ابن الجوزی اس واقعہ کی مزید تفصیل مہیا کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دنیا سے پردہ فرمانے سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک گٹھڑی منگوائی جو حضور نبی اکرم ﷺ کے ایک جُبہ مبارکہ اور زلفہائے مبارکہ اور کچھ ناخنوں پر مشتمل تھی پھر انہوں نے وصیت کی کہ موہائے مبارکہ اور ناخن مبارکہ کو ان کے منہ، آنکھوں، اور کانوں میں رکھ دیا جائے اُنھیں کفن پہنانے کے بجائے جبہ رسول ﷺ ان کے زیب تن کر دیا جائے۔

(ابن الجوزی، الثبات عند الممات، دار الکتب العلمیہ، بیروت ص ۸۹)

ابن الاثیر نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ کو قلمبند کیا ہے کہ جو کچھ اس طرح ہے:

رسول اکرم، حُضورِ انور، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ و ﷺ نے مجھے جُبہ مبارکہ عطا فرمایا جو میں نے سنبھال کر رکھ لیا اور ایک مرتبہ حُضورِ انور، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ و ﷺ نے اپنے ناخن مبارک ترشوائے تو میں نے اُنھیں ایک شیشی میں بند کر کے رکھ لیا لہٰذا مجھے میرے مرنے کے بعد اسی جُبہ مبارک میں کفن دینا اور ناخن مبارکہ کو پیس کر میری آنکھوں میں اور میرے منہ میں ڈال دینا ہوسکتا ہے کہ اللہ کریم ان کے

طفیل میرے اوپر رحم کردے۔ (ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ ص:۱۲۱)

حضرت ابوسلمہ کی روایت ہے کہ محمد بن عبداللہ بن زید نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے والد (عبداللہ بن زید) منحر میں حُضورِ انور، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، بِاذنِ ربّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّوَجَلَّ وَ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے ضحایا تقسیم فرمائے اور انھیں موئے مبارک عنائیت فرمایا۔ (الاصابہ)

محمد بن عبداللہ بن زید کا یہ بھی بیان ہے کہ وہ موئے مبارک مہندی اور وسمہ سے رنگا ہوا ہمارے پاس موجود ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم)

صلح حدیبیہ (سن ۶ ھ) کا ایمان افروز منظر حضرت مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں عروہ بن مسعود ثقفی نمائندہ قریش بن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مقام حدیبیہ میں آئے اور صحابہ کرام کی طرف سے اس موقع پر حُضورِ انور، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، بِاذنِ ربّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّوَجَلَّ وَ ﷺ کی تعظیم و توقیر دیکھ کر جب مکہ مکرمہ واپس آئے تو قبیلہ قریش سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا (اُس وقت عروہ بن مسعود ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے)

واللہ! میں بادشاہوں سے ملاقات کر چکا ہوں۔ قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں میری حاضری ہوئی ہے۔ واللہ میں نے ایسا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا جس کی تعظیم اسکے ہم نشین اتنی زیادہ کرتے ہوں، جتنی تعظیم و توقیر محمد ﷺ کے صحابہ اپنے محمد ﷺ کی کرتے ہیں۔ واللہ جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مَل لیتے ہیں اور جب کوئی حکم دیتے ہیں تو ان کے صحابہ فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کا پانی حاصل کرنے کے لیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ آپس میں لڑ پڑیں گے اور جب وہ بات کرتے ہیں تو ان کی بارگاہ میں لوگ اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور تعظیماً ان کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے۔

(ص۳۸۹ جلد اول صحیح بخاری)

بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ عروہ بن مسعود ثقفی نے آپ کے قریب کھڑے ہو کر یہ منظر بھی دیکھا کہ

جب حضور اکرم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، بِاذنِ ربّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّوَجَلَّ وَ ﷺ وضو فرماتے تو آپ کے وضو کا پانی لینے کے لیے صحابہ کرام ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے آپ لعاب دہن پھینکتے تو اُس پر بھی ٹوٹ پڑتے ہیں آپ کے جسم کا کوئی موئے مبارک جدا ہوتا ہے تو صحابہ اُسے بھی اُٹھا کر رکھ لیتے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد دوم)

ہرقل بادشاہ روم کے سر میں مستقل درد رہتا تھا۔ کئی علاج کئے مگر شفا نہ ہوئی خوش قسمتی سے حضور رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، بِاذنِ ربّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّوَجَلَّ وَ ﷺ کا ایک بال مبارک اُسے مل گیا۔ اس بال کو اُس نے اپنی ٹوپی میں سِلا کر رکھا فوراً درد کافور ہو گیا اور شفا حاصل ہو گئی۔ (مدارج النبوۃ و اشرف التفاسیر)

شہر بلخ میں ایک سوداگر رہتا تھا اُسکے دو بیٹے تھے سوداگر کا انتقال ہو گیا اُس نے ترکہ میں مال و زر کے علاوہ حضور سراپائے نور، رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، بِاذنِ ربّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّوَجَلَّ وَ ﷺ کے تین موئے مبارک بھی چھوڑے دونوں بیٹوں میں ترکہ تقسیم ہوا دنیوی مال آدھا آدھا بانٹ لیا۔ مگر موئے مبارک کی تقسیم میں یہ مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ ان کو کیسے تقسیم کریں؟ چنانچہ بڑے لڑکے نے یہ تجویز پیش کی کہ دونوں ایک ایک بال رکھ لیں اور بقیہ ایک بال کو قطع (کاٹ) کر کے آدھا آدھا بانٹ لیا جائے چھوٹا لڑکا جو نہایت ہی عاشق رسول ﷺ تھا یہ تجویز سُن کر کانپ گیا اور اُس نے کہا کہ میں ایسی بے ادبی ہرگز ہرگز کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میرا دل سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلّم کے بال مبارک کے دو حصے کرنے کی اجازت نہیں دیتا یہ سُن کر بڑے بھائی نے بگڑ کر کہا اگر تجھے بالوں کی عظمت کا اتنا ہی احساس ہے تو یوں کر کہ تینوں بال تو رکھ لے اور سارا مال و دولت

مجھے دے دے۔ چھوٹے بھائی نے اس فیصلے کو قبول کرتے ہوئے تینوں مقدس بال لے کر سارا مال بخوشی بڑے بھائی کے حوالے کر دیا۔

اب چھوٹے بھائی نے اپنا یہ معمول بنالیا کہ تینوں مبارک بالوں کو سامنے رکھ کر دل سرکارِ مدینہ، قرارِ قلبُ وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود پاک کے پھول پیش کیا کرتا۔ اِسکی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اُس کے مختصر سے کاروبار میں اُسے ترقی عطا فرمائی اور وہ مالدار ہوگیا۔ دوسری طرف بڑے بھائی کو دُنیوی مال میں خسارے پر خسارہ آنے لگا حتیٰ کہ وہ کنگال ہوگیا۔ دریں اثناء چھوٹے بھائی کا انتقال ہوگیا کسی نیک آدمی نے اُسے خواب میں دیکھا کہ سرکار رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ نے اُسے پہلو میں بیٹھا رکھا ہے اور سرکار رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ فرمارہے ہیں:

جاؤ لوگوں سے کہہ دو کہ اگرانھیں کوئی حاجت درپیش ہوتو میرے اس عاشق کی قبر کی زیارت کریں اللہ اُن کی ضرورتیں پُوری کردے گا۔ اُس نیک آدمی نے اپنا خواب لوگوں پر ظاہر کیا اور رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کا پیغام سنایا پھر کیا تھا لوگ نہایت ادب وتکریم کے ساتھ جوق در جوق اُس عاشق رسول ﷺ کے مزارِ پُرانوار کی زیارت کے لئے آنے لگے صاحب مزار کی برکتوں سے لوگوں کے معاملات حل ہونے لگے لوگ اُس مزار کا کافی ادب کرتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی سوار مزار کے پاس سے گزرتا تو ادباً سواری سے نیچے اُتر آتا۔

(القول البدیع۔ رونق المجالس)

پیارے اسلامی بھائیوں دیکھا آپ نے اس عاشق رسول ﷺ کو موئے مبارک کی کیا برکات نصیب ہوئیں اور اُس کے مزار کو بھی اللہ عزوجل نے موئے مبارک کی برکت سے انوار وتجلیات کا مرکز بنادیا۔

حضور سراپائے نور، رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ آج بھی جسے چاہیں جب چاہیں اس پر نظر کرم فرماتے ہوئے اپنے موئے مبارکہ عطا فرمادیں کیونکہ ایمان والوں کا عقیدہ ہے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ زندہ نبی ہیں۔

اسی ضمن میں ایک ایمان افروز واقعہ پڑھیے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے بخار کا عارضہ لاحق ہوا اور بیماری طول پکڑ گئی حتیٰ کہ زندگی سے نا اُمیدی ہوگئی اسی دوران مجھے غنودگی ہوئی تو میں نے شیخ عبدالعزیز کو دیکھا کہ وہ تشریف لائے اور فرمایا ''بیٹا رسول اللہ، رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ تیری عیادت (بیمار پُرسی) کو تشریف لانے والے ہیں اور غالباً اسی طرف سے تشریف لائیں گے جدھر تیری چارپائی کی پائنتی ہے لہٰذا چارپائی کو پھیرلو تاکہ تمہارے پاؤں اس طرف نہ ہوں یہ سُن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا اور چونکہ مجھے گفتگو کرنے کی طاقت نہیں تھی میں نے حاضرین کو اشارہ سے سمجھایا کہ میری چارپائی پھیر دو انہوں نے چارپائی کا رُخ پھیرا ہی تھا کہ پیارے حبیب ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: كَيْفَ حَالُكَ يَا بُنَيَّ؟ یعنی ''اے میرے پیارے بیٹے کیا حال ہے''؟

اس ارشادِ گرامی کی لذت مجھ پر ایسی غالب ہوئی کہ مجھے وجد آ گیا اور گریہ وزاری اور بے قراری کی عجیب حالت مجھ پر طاری ہوگئی پھر اللہ کے پیارے رسول رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ نے مجھے اپنی آغوشِ رحمت میں اس طرح لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی اور پیراہن مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہوگیا پھر آہستہ آہستہ یہ حالت سکون میں بدل گئی۔ اس کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ مدت سے میرے دل میں یہ شوق ہے کہ کہیں سے

،رحمت عالم، شافعِ محشر ،مدینے کے تاجور، باِذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کے بال مبارک مجھے نصیب ہو جائیں آج کرم بالائے کرم ہوتا کہ میرے آقا اپنا بال مبارک بھی عطا فرما دیں۔

دل میں اتنا خیال آنا تھا کہ سرکار مدینہ ﷺ اس خیال پر مطلع ہو گئے (یعنی میری خواہش کو جان لیا) اور آپ ﷺ نے اپنی ریش (داڑھی) مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو موئے مبارک مجھے عطا فرمائے حضرت شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خیال آیا کہ بیدار ہونے کہ بعد یہ دونوں بال میرے پاس رہیں گے یا نہیں، یہ خیال آتے ہی سرکار مدینہ، قرارِ قلبُ وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”بیٹے یہ دونوں بال مبارک تیرے پاس رہیں گے“ اس کے بعد حضور اکرم سرکار مدینہ، قرارِ قلبُ وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ نے درازی عمر اور صحت کلی کی بشارت دی مجھے اُسی وقت آرام آ گیا میں بیدار ہوا اور میں نے چراغ منگوایا اور دیکھا تو دونوں بال میرے پاس نہیں تھے میں غمگین ہوا اور پھر دوبارہ حضور اکرم، رحمت عالم، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا پھر دیکھا کہ سرکار مدینہ، قرارِ قلبُ وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں:

”بیٹے ہوش کر میں نے دونوں موئے مبارک تیرے تکیے کے نیچے
رکھ دیئے ہیں وہاں سے لے لو۔“

حضرت شاہ عبداللہ الرحیم فرماتے ہیں کہ میں نے بیدار ہوتے ہی دونوں موئے مبارک تکیے کے نیچے سے لے لیے اور ایک پاکیزہ جگہ پر نہایت تعظیم وتکریم سے محفوظ کر لئے چونکہ بخار کے بعد کمزوری آ گئی تھی اس وجہ سے حاضرین نے سمجھا کہ شاید موت کا وقت قریب آ گیا ہے لہٰذا وہ رونے لگ گئے مجھے چونکہ کمزوری کی وجہ سے بات کرنے کی طاقت نہ تھی تو میں نے اشارہ سے سمجھایا کہ میں ابھی مروں گا نہیں پھر کچھ عرصہ بعد مجھے قوت حاصل

ہو گئی اور میں بالکل تندرست ہو گیا حضرت شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں کہ میں نے ان مبارک بالوں کے تین کمالات دیکھے:۔

۱- ایک یہ کہ دونوں بال مبارک آپس میں لپٹے رہتے تھے لیکن جب ان کے سامنے سرکار مدینہ، قرارِ قلبُ وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ کی ذات مقدسہ پر درود پڑھا جاتا تو وہ دونوں بال الگ الگ ہو کر کھڑے ہو جاتے۔

۲- دوسرا یہ کہ ایک مرتبہ تین آدمی جو کہ اس معجزے کے منکر تھے آئے اور بحث کرنے لگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی کو خواب میں بال عطا ہوں انہوں نے آزمانا چاہا لیکن میں بے ادبی کے خوف سے آزمائش پر رضامند نہ ہوا لیکن جب مناظرہ لمبا ہو گیا تو میرے عزیزوں نے وہ بال اُٹھائے اور دھوپ میں لے گئے فوراً بادل نے آکر سایہ کر دیا حالانکہ دھوپ سخت تھی بادل کا موسم نہ تھا۔ یہ دیکھ کر اِن میں سے ایک نے توبہ کر لی اور مان گیا کہ واقع یہ سرکار مدینہ، قرارِ قلبُ وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ کے موئے مبارک ہیں۔

مگر دوسرے دو منکر رہے اور کہنے لگے یہ اتفاقی امر ہے دوسری بار پھر موئے مبارک دھوپ میں لے جائے گئے تو فوراً بادل آیا اور سایہ کر دیا دوسرا منکر بھی تائب ہو گیا۔

تیسرے منکر نے پھر کہا کہ یہ اتفاقی امر ہے تیسری بار پھر بال مبارک کو دھوپ میں لے جایا گیا اور فوراً بادل نے سایہ کر دیا تو تیسرے نے بھی توبہ کی اور مان گیا کہ واقعی یہ حضور رحمت عالم، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کے موئے مبارک ہیں۔

۳- تیسرا یہ کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ بال مبارک شریف کی زیارت کے لیے آئے وہ صندوق جس میں وہ بال مبارک رکھے ہوئے تھے باہر لایا گیا کافی لوگ جمع تھے میں نے تالا کھولنے کے لیے چابی لگائی تو تالا نہ کُھلا بڑی کوشش مگر تالا نہ کُھل سکا پھر میں نے اپنے دل کی طرف توجہ دی تو معلوم ہوا کہ فلاں شخص جُنبی ہے اس کو

نہانے کی حاجت ہے اس کی شامت کی وجہ سے تالا نہیں کُھل رہا ہے میں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے اس کو کہا کہ جاؤ اور دوبارہ طہارت کر کے آؤ۔ جب وہ جُنبی شخص جس پر غسل فرض تھا باہر گیا تو تالا آسانی سے کُھل گیا۔ ان تینوں واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ بال مبارک واقعتاً سرکار مدینہ، قرارِ قلبُ وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ کے بال مبارک تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے آخری عمر میں تبرکات تقسیم کیئے تو ایک بال مبارک مجھے بھی عنایت ہوا۔

(انفاس العارفین ص ۳۹۔ بحوالہ البرہان ص ۱۱۶)

تبرکات مقدسہ کی برکتیں

اگر سید عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم، شہنشاہِ عرب وعجم عَزَّ وَجَلَّ و ﷺ کا بال مبارک یا آپ کا عصا مبارک یا کوڑا (چابک) جس سے جانوروں کو سدھاتے ہیں اور بھی کام آتا ہے، کسی بڑے سے بڑے گنہگار کی قبر پر رکھ دیئے جائیں (بشرطیکہ وہ صحیح العقیدہ مومن ہو) تو وہ گنہگار ان تبرکات کی برکت سے ضرور بخشا جائے گا۔

(روح البیان شریف ص ۲۵۹)

بال مبارک یا عصا مبارک یا کوڑا مبارک کسی مسلمان کے گھر میں ہو یا شہر میں ہو تو ان تبرکات کی برکت سے وہاں کے رہنے والوں کو کوئی آفت کوئی بلا نہ پہنچ سکے گی اگرچہ وہ نہ جانتے ہوں۔ (روح البیان شریف ص ۲۵۹)

سیّدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ اسکی تائید میں ایک مثال بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عذاب کے معاف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ:

بے شک فرشتے اللہ کے حبیب، محبوب رب، تاجدارِ عرب عَزَّ وَجَلَّ و ﷺ کی غایت درجہ تعظیم کرتے ہیں۔ تو جب وہ ایسے تبرکات کسی کے گھر میں یا کسی شہر میں یا کسی قبر

میں دیکھتے ہیں تو حبیب خدا، رحمت عالم، شافعِ مُحشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربِ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ و ﷺ کی عظمت کی خاطر عذاب میں تخفیف کر دیتے ہیں۔

(روح البیان ص ۲۵۹)

بال مبارک کی تعظیم بحکم حدیث مبارکہ

حضور اکرم، رحمت عالم، شافعِ مُحشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربِ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ و ﷺ نے فرمایا:

جس نے میرے ایک بال کو بھی ایذا دی اُس نے مجھے ایذا یعنی تکلیف دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی۔ (جامع صغیر)

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے سرکار مدینہ، قرارِ قلبُ وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ سے سُنا درانحالیکہ حضور اپنا ایک بال مبارک ہاتھ میں لئے فرما رہے ہیں کہ جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی اُس پر جنت حرام ہے۔ (کنز العمال وجامع صغیر)

ایک بہت ضروری نکتہ اور مدنی پھول

سرکار مدینہ، قرارِ قلبُ وسینہ، شہنشاہِ مدینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ کی طرف منسوب موئے مبارک دنیا میں کہیں بھی تشریف فرما ہو، الحمد للہ ہم اہلسنت اُن موئے مبارکہ کو عزت واحترام اور عشق ومحبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور سلامِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

بعض بے ادب زبان درازی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ بال مبارک اصلی یا نقلی ہیں اگر اصلی ہیں تو اس کا کیا ثبوت ہے؟ حالانکہ ثبوت تو ان اعتراض کرنے والوں کو دینا چاہیے پھر بھی ان اعتراض کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ تبرکات سے چاہے وہ بال

شریف ہو یا کوئی اور چیز ان کی حقیقی حیثیت ثقہ، تاریخ وسند نہ ہو تب بھی آپ کی طرف اس کی نسبت کی شہرت ہی کافی ہے۔

حضرت امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ شفا شریف میں فرماتے ہیں کہ:۔ سرکار مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کی تعظیم وتوقیر یہ بھی ہے کہ وہ تمام چیزیں جو آپ سے نسبت رکھتی ہیں اور مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے جن مقامات کو آپ نے مشرف فرمایا ہے اور قیام فرمایا ہے یا دست (ہاتھ) مبارک سے چھولیا ہے یا آپ کے کسی عضو مبارک سے مس ہوا ''اَوْ عُرِفَ بِہٖ'' یا آپ کے نام سے مشہور ہوئیں ان سب کی تعظیم کی جائے گی۔

اسی کی شرح کرتے ہوئے حضرت ملّا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ شرح شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اِس سے مراد یہ ہے کہ جو بھی چیز آپکی طرف منسوب ہو اور مشہور ہو اس کی تعظیم کی جائے گی۔

حضرت مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی لکھنوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب نور الایمان میں تحریر فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ سے منسوب تمام چیزوں کی تعظیم کی جائے گی۔ اگرچہ یہ نسبت محض شہرت کی بنا پر ہو اور اس کا ثبوت احادیث سے نہ ہو۔

(نور الایمان بحوالہ جاء الحق جلد اول ص ۳۷۷)

اور کوئی مسلمان بلاوجہ کسی چیز کی نسبت حضور نبی اکرم، رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کی طرف کیوں کرے گا۔ اس لئے ان تبرکات سے حُسن ظن رکھتے ہوئے بدگمانی سے بچنا لازم و ضروری ہے۔

اور اگر بالفرض کوئی شخص دیدہ ودانستہ کسی چیز کی نسبت نبی اکرم، رحمت عالم، شافعِ

محشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کی طرف غلط طور پر کرتا ہے تو اس کے لیے یہ وعید ہے۔ سرکار مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ فرماتے ہیں جو میری طرف غلط نسبت دے وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنائے لہٰذا نسبت دینے والا اگر جھوٹا ہے تو اس کا عذاب وہ خود ہی بھگتے گا اور اگر نسبت دینے والا سچا ہے تو پھر بدگمانی کرنے والے پر وبال ہوگا لہٰذا ہم خوش عقیدہ سُنی مسلمانوں کو چاہیے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی سرکار مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ کے موئے مبارک ہیں اُنھیں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھیں اور بدگمانی سے بچیں۔ اس لیے کہ محبوبِ رب، تاجدارِ عَرب عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کی طرف منسوب آثار وتبرکات خصوصاً بال مبارک شریف کو اختراعی اور فرضی قرار دینا اور ان کی تعظیم نہ کرنا شانِ مومن سے بعید ہے۔

''عاشقوں کو تحقیق سے کیا واسطہ:۔ جہاں بھی ان کا نام پاتے ہیں قربان ہو جاتے ہیں۔''

حضرت بل سری نگر میں موجود موئے مبارک

نواسہ رسول سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں حضرت سید عبد اللہ حسنی رضی اللہ عنہ عرب شریف سے بصرہ ہوتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے اور بیجاپور میں قیام فرمایا آپ کے ساتھ تین تبرکات تھے۔

۱- سرورِ دوعالم، نُورِ مُجَسّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتشم ﷺ کا موئے مبارک

۲- امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کا عمامہ شریف

۳- حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا زین شریف

حضرت سید عبد اللہ رضی اللہ عنہ تیئس 23 سال بیجاپور میں رہ کر وصال فرما گئے۔ یہ تینوں تبرکات آپ کے بیٹے حضرت سید حمید رضی اللہ عنہ کو ملے حضرت سید حمید رضی اللہ عنہ کو اپنی کچھ دنیا

وی ضرورتوں کی وجہ سے دہلی آنا پڑا۔ دہلی میں آپ کا قیام ''مغل سرائے'' میں مسلسل پانچ سال رہا۔

اسی دوران کشمیر کے علاقے راشیر کے رہنے والے ایک مشہور و معروف تاجر حضرت خواجہ نورالدین نیشاپوری تجارت کی غرض سے دہلی تشریف لائے ان کی ملاقات حضرت سید حمید ؓ سے ہوئی اور پھر رفتہ رفتہ بہت قریبی تعلقات بن گئے جب خواجہ نورالدین نے دہلی سے کشمیر واپس جانے کا ارادہ کیا تو ملاقات کی غرض سے حضرت سید حمید ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُس وقت حضرت سید حمید ؓ کی قیام گاہ پر جشن عید معراج النبی کی تقریب منائی جارہی تھی اور تبرکات کی زیارت کرائی جارہی تھی۔

حضرت خواجہ نورالدین ؒ تبرکات کی زیارت سے بہت متاثر ہوئے اور خاص کر موئے مبارک کی محبت تو ان کے دل میں ایسی سمائی کہ بے قرار ہو کر اسی وقت حضرت سید حمید ؓ سے گزارش کی کہ از راہ کرم و عنایت یہ تبرک مجھے عنائیت فرمائیں کہ مجھ غریب پر آپ کا بڑا کرم ہوگا۔

لیکن حضرت سید حمید ؓ نے بڑے حسن اخلاق اور حُسن تدبیر سے یہ کہتے ہوئے کہ تم تجارت کے کاموں میں مشغول رہو گے۔ حضور ﷺ کے موئے مبارک کی کما حقہ تعظیم و توقیر نہ کرسکو گے یہ فرما کر موئے مبارک دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت خواجہ نور الدین ؒ پر حضور اکرم، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داورِ عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کے بال مبارک شریف کی محبت کا ایسا غلبہ ہو چکا تھا کہ چین نہیں آرہا تھا بار بار آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں اور دل سے آہ نکل پڑتی تھی۔

اسی رات حضرت سید حمید ؓ خواب میں حضور اکرم، رحمت عالم، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داورِ عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا:

''بیٹے سید حمید! خواجہ نورالدین کو مایوس نہ کرو بلکہ اُس کی مراد پوری

کردو۔''

حضرت سید حمید ؓ نے خواب سے بیدار ہوتے ہی خواجہ نورالدین کو بلوایا اور بڑے ادب و احترام سے موئے مبارک انھیں عطا فرمایا۔ اور ساتھ ہی اپنے خاص خادم میدانش علیہ رحمتہ کو خواجہ نورالدین علیہ رحمتہ کے ساتھ کر دیا۔

حضرت خواجہ نورالدین موئے مبارک لے کر دہلی سے لاہور کے راستے کشمیر کے لیے روانہ ہو گئے عین شب قدر میں بروز سینچر ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۷۰۰ء لاہور پہنچے۔

لاہور پہنچنے پر حضرت خواجہ نورالدین کا بڑا شاندار استقبال ہوا۔ لاہور کے لوگوں نے بڑے والہانہ انداز میں انتہائی ادب و احترام کے ساتھ موئے مبارک کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

اتفاقاً انہی دنوں لاہور میں حضرت سلطان اورنگ زیب بھی موجود تھے جب انھیں حالات کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت خواجہ نورالدین کو اپنے دربار میں بلوایا۔ پھر اپنے پیر و مرشد حضرت ابوصالح ؒ اور دوسرے علماء و مشائخ کشف کے ذریعے موئے مبارک کی تصدیق کرائی اور خود بھی ظاہری طور پر عوام کے مزید اطمینان کے لیے تین طریقے سے بال مبارک کا امتحان لیا۔

۱- آگ پر رکھا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔
۲- دھوپ میں رکھا مگر سایہ نہ پڑا۔
۳- بال مبارک شریف کو شہد والے کاغذ پر رکھا مگر مکھی ہرگز پاس نہ آئی۔

(کیونکہ جس طرح سیدِ عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم، شہنشاہِ عرب و عجم ﷺ کے جسم اقدس پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی اسی طرح آج بھی آپ کے موئے مبارک پر مکھی نہیں بیٹھی یہ بھی آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔) پھر حضرت سلطان اورنگ زیب نے خواجہ نور الدین سے کہا کہ تم تاجر آدمی تجارت کی غرض سے جگہ جگہ سفر کرتے رہو گے۔ یہ بال مبارک ہمیں دے دو ہم اس بال مبارک کو اجمیر شریف میں سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی درگاہ

شریف میں ادب واحترام سے رکھیں گے۔

غریب نواز کی درگاہ شریف اس بال مبارک کے لیے بہتر اور مناسب جگہ ہے۔لیکن خواجہ نور الدین راضی نہ ہوئے مگر سلطان اورنگ زیب کا اصرار اتنا بڑھا کہ حضرت خواجہ نور الدین نے بادل ناخواستہ بال مبارک سلطان اورنگ زیب کے سپرد کر دیا۔

لیکن حضرت خواجہ نور الدین بال مبارک کی جُدائی کا صدمہ برداشت نہ کر سکے اور حسرت و مایوسی کے ساتھ یہ کلمات کہتے ہوئے کہ

''میرے کشمیر کے رہنے والے مسلمان بھائی اگرچہ دنیاوی اعتبار سے کمزور ہیں مگر دین کی محبت اور عشق رسول میں بہت مضبوط اور قوی ہیں میری تمنا تھی کہ میں بال مبارک کو اپنے وطن کشمیر کے مسلمانوں تک پہنچاؤں تاکہ وہ موئے مبارک کی زیارت سے مشرف ہوں فیوض و برکات سے مالا مال ہوں اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔''

لیکن میری یہ تمنا پوری نہ ہوسکی اب میری وصیت ہے کہ انتقال کے بعد مجھے وہیں دفن کیا جائے جہاں موئے مبارک شریف رہیں اتنا کہنے کے بعد خواجہ نور الدین کی روح پرواز کر گئی۔خواجہ نور الدین علیہ الرحمتہ کے وصال کے بعد خواجہ میدانش ان کے سرہانے بیٹھے یہ سوچ رہے تھے کہ خواجہ نور الدین کی وصیت کیسے پوری کی جائے کہ اتنے میں سلطان اورنگ زیب کا قاصد آیا اور کہا کہ سلطان اورنگ زیب نے آپ کو بلایا ہے۔جب خواجہ میدانش سلطان اورنگ زیب کے دربار میں پہنچے۔تو سلطان اورنگ زیب نے کہا:۔مجھے خواب میں اللہ کے نبی ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔سرکار کے ساتھ ان کے چار خلفاء راشدین بھی تھے اور ان کے پیچھے میں نے تمہیں بھی دیکھا۔میں نے سرکار سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کہاں تشریف لے جارہے ہیں ارشاد فرمایا دہلی سے آرہا ہوں اور کشمیر جانے کا ارادہ ہے تم نے ہمارے عاشقِ صادق کو غمگین و مایوس کر دیا ہے اس کی تمنا پوری کرو۔یہ سن کر خواجہ

میدانش نے خواجہ نور الدین کی وصیّت اور وفات کا حال سلطان اورنگ زیب کو سُنایا۔ سلطان اورنگ زیب کو بہت افسوس و صدمہ ہوا لیکن اب کر ہی کیا سکتے تھے۔

پھر سلطان اورنگ زیب نے موئے مبارک کو صندل کے ایک صندوق میں رکھا اور ایک پالکی کو خوب سجا کر موئے مبارک کے اس صندوق کو اس میں سوار کر کے اور ساتھ ہی ساتھ خواجہ نور الدین علیہ رحمتہ کی نعش کو بھی کشمیر کے لیے روانہ کر دیا۔

یہ مبارک نورانی قافلہ لاہور سے روانہ ہو کر پونچھ کے راستے سے ہوتا ہوا ماہ شوال ۱۱۱۱ھ بروز جمعہ بمطابق ۱۰ اپریل ۱۷۰۰ء کو شوپیان پہنچا۔

موئے مبارک کے استقبال کے لیے ہزاروں کا مجمع راستے پر جمع تھا۔شیخ الوقت حضرت داؤد چشتی علیہ الرحمۃ کے ساتھ عظیم المرتبت علماء مشائخ اور اُس وقت کا کشمیر کا گورنر میر فضل خان وغیرہ سب کے سب درود سلام پڑھتے ہوئے نہایت ادب واحترام سے ننگے پاؤں چل رہے تھے۔

علماء مشائخ کے مشورے سے باغ و صادق خان (موجودہ حضرت بل) میں شاہجہاں بادشاہ کی بنوائی ہوئی ایک خوبصورت عمارت میں موئے مبارک کو رکھا گیا۔

خواجہ نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے اسی عمارت سے متصل زمین خرید کر اپنے والد خواجہ نور الدین کو وہیں دفن کیا۔اس طرح مرحوم کی دلی تمنا پوری ہوگئی پھر چند دنوں کے بعد ہی حضرت سلطان اورنگ زیب نے اپنے گورنر میر فضل خاں کو پیغام بھیجا کہ حضرت بل (وہاں کی زبان میں بال مبارک کو بل کہا جاتا ہے اور آج بھی وہ مسجد اور جگہ حضرت بل کہلاتی ہے کئی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید وہاں کوئی حضرت بل نامی کسی بزرگ کا مزار ہے ایسا نہیں ہے بلکہ موئے مبارک کی وجہ سے ہی اس جگہ کو حضرت بل کہتے ہیں۔) میں نماز پنجگانہ اور جمعہ ادا کرنے کا انتظام کیا جائے۔اور ساتھ ہی ساتھ صبح شام درود سلام پڑھنے کا بھی انتظام کیا جائے۔اور خواجہ نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وارث کو حضرت بل کا متولی بنادیا جائے۔

چنانچہ حضرت اورنگ زیب کے حکم کے مطابق حضرت خواجہ نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کے

داماد خواجہ بلاقی کو حضرت بَل کا متولی بنایا گیا۔

لیکن حضرت خواجہ بلاقی نے بکمال ادب اپنی خوشی سے شیخ الوقت حضرت داؤد چشتی کو یہ اہم ذمہ داری سونپ دی۔ حضرت داؤد چشتی کے حکم پر مزرا قلندر بیگ نے بال مبارک کی منظوم تاریخ لکھی ہے جو آج بھی محفوظ ہے حضرت بل درگاہ شریف میں یہ بل مبارک آج بھی قندیل نما ایک خوبصورت شیشی میں رکھا ہوا ہے۔

مورخین کا بیان یہ ہے کہ اگر یہ بال مبارک قدرے ٹیڑھا ہو تو ملک کو آفات و بلیات اور پریشانیوں کا سامنا رہتا ہے مشاہدین کا بیان ہے کہ موجودہ وقت میں یہ بال مبارک قدرے ٹیڑھا ہے۔ ۱۱۹۹ھ میں کشمیر کے گورنر آذار خان نے بال مبارک کا امتحان لینے کے لیے بال مبارک کو اوپر کے سرے سے پکڑ کر کھینچا تھا جس کی وجہ سے بال مبارک کا نیچے کا سرا ایک نقطہ کے برابر شہید ہو گیا مگر وہ شہید شدہ ٹکڑا شیشی کی تہہ میں رہا اور اب تک ویسے ہی موجود ہے۔ آزاد خان کو اس گستاخی کی یہ سزا ملی کہ چالیس دن کے بعد پونچھ میں ایک معرکہ میں اس کا سر قلم کر دیا گیا اور اسے کابل کے بادشاہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ جہاں وہ سر ایک عرصہ تک قلعہ کے ایک دروازے پر لٹکا رہا 27 دسمبر 1963 میں جب حضرت بل کی درگاہ سے یہ موئے مبارک اچانک غائب ہو گیا تو پورے کشمیر میں تہلکہ مچ گیا اور جب کم و بیش دو ہفتہ کے بعد بال مبارک کو برآمد کر لیا گیا اور اس کی جگہ پر واپس رکھا گیا تب ملک کے حالات معمول پر آئے۔

اور اسی تاریخی شناخت کی بنیاد پر جب آزار خان نے بال مبارک کو قندیل سے نکالنا چاہا تو بال مبارک کے نیچے کا سرا ایک نقطہ کے برابر شہید ہو گیا تھا اس بات کی تصدیق ہوئی کہ واپس آنے والا یہ بال مبارک وہی اصلی بال مبارک ہے۔ چنانچہ آج بھی بال مبارک کا ایک بڑا حصہ قندیل نما شیشی کے اوپر کے حصہ میں چمکتا ہوا جلوہ فرما ہے اور شہید شدہ ٹکڑا شیشی کی تہہ میں اُسی آب و تاب سے جلوہ گر ہے اور خاص مواقع پر اس موئے مبارک کی زیارت کروائی جاتی ہے۔

پیارے اسلامی بھائیوں بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ سرکار مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، حضور اکرم، رحمت عالم، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربِ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داور عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کے پردہ ظاہری کو تو چودہ سو سال گزر گئے ہیں مگر آج تک لوگوں کے پاس بال مبارک موجود ہیں یہ کیوں کر؟ اور پھر دنیا کے کونے کونے میں لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے پاس بال مبارک ہیں تو ان سب کے پاس ثبوت کیا ہے۔ کہ وہ واقعی سلطان مدینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلّم ہی کے موئے مبارک ہیں؟

جواباً عرض ہے کہ آپ نے گزشتہ صفحات میں پڑھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان شہنشاہ مدینہ ﷺ کے مبارک نورانی بالوں پر پروانہ وار ٹوٹ پڑتے تھے اور جس کسی کو مل جاتا اُسے دنیا کی ہر چیز سے عزیز تر سمجھتا اور بحفاظت تمام سنبھال کر رکھتا پھر رفتہ رفتہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نیکی کی دعوت عام کرنے کی غرض سے دنیا کے چپہ چپہ میں پھیلتے گئے اور اس طرح دوسری اشیاء کے ساتھ موئے مبارک بھی دنیا کے کونے کونے میں پہنچے۔

اور یہ بات تو بچہ بچہ جانتا ہے کہ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے اجسامِ طاہرات کو زمین نہیں کھا سکتی جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے:۔

ترجمہ حدیث: ''بے شک اللہ عزوجل نے انبیاء (علیہم الصلوۃ والسلام) کے مبارک جسموں کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے۔''

پیارے اسلامی بھائیو! ظاہر ہے کہ جب جسم پاک سلامت ہے تو بال مبارک بھی تو جسم شریف ہی کے ہیں وہ کیسے ختم ہو سکتے ہیں بلکہ مشاہدہ تو یہی ہے کہ ایک بال مبارک سے کئی شاخیں نکلتی ہیں اور نورانی بالوں کا گچھا بن جاتا ہے الحمد للہ عزوجل اس فقیر کے گھر میں جو موئے مبارک تشریف فرما ہے اُن میں سے کئی موئے مبارک ایک سے پورا گچھا بن گئے ہیں۔ اور یہ سب میرے علاوہ بہت سے زائرین نے مشاہدہ کیا۔ بلکہ سرکار مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، شہنشاہِ مدینہ، صاحب معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ کی آل پاک کے موئے

مبارکہ سے بھی شاخیں نکلتی ہیں سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کے موئے پاک جو کہ اس فقیر کے پاس تشریف فرما ہیں اُس میں سے بھی بہت زیادہ شاخیں نکلی ہیں اور وہ بھی گُچھا بن گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اور انبیاء اپنے مزارات میں بھی حیات ہیں اور اُن کے موئے مبارک بھی اُسی طرح حیات ہیں اور یہ بھی مدنی پھول ملا کہ ہمارے آقا سیدِ عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم، شہنشاہِ عرب وعجم ﷺ کا رواں رواں حیات ہے۔ اور جسم اطہر سے ظاہری نسبت قطع ہو جانے کے باوجود بھی زندہ رہتا ہے اور اُسکی نشو ونما بھی جاری رہتی ہے چنانچہ یوں مبارک بالوں کی نشو ونما بھی ہوتی رہی اور یہ بال مبارک صحابہ کرام سے ہوتے ہوئے اُن کی اولاد تک پہنچے پھر اولاد در اولاد ہوتے ہوئے آج دنیا کے کونے کونے میں بے شمار اہل محبت کے پاس ہیں۔

رہا یہ شبہ کہ اس کا ثبوت کیا ہے کہ یہ موئے مبارک سیدِ عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم، شہنشاہِ عرب وعجم عَزَّ وَجَلَّ و ﷺ ہی کے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ تبرکات کے سلسلے میں یہ عام قاعدہ ہے کہ جو چیز مسلمانوں میں کسی نسبت کی وجہ سے مُتَبَرَّک مشہور ہو جائے وہ مُتَبَرَّک ہی ہیں مثلاً کوئی صاحب بطور ''سید'' مشہور ہیں تو اُن کی تعظیم کی جائے گی اُن کے حسب نسب کی ٹوہ میں رہنا کوئی ضروری نہیں اگر بالفرض کسی نے معاذ اللہ عزوجل اپنے آپ کو جھوٹ موٹ سید مشہور کر بھی دیا ہے تو یہ اگرچہ سخت گناہ ہے مگر ہمیں چونکہ پتا نہیں اس لیے ہم اس کی نسبت کی تعظیم کریں گے ہمیں ثواب ضرور ملے گا اسی طرح کسی بھی تبرک کے بارے میں خواہ کسی بال کے بارے میں ہی کوئی جھوٹ بولے اور نعوذ باللہ عزوجل اسے سرکار مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، حضور اکرم، رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، بِاِذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ و ﷺ کی طرف منسوب کرے تو وہ ''بال'' ہی ہے ''موئے مبارک'' نہیں مگر ہمیں چونکہ حقیقت کا پتا نہیں لہٰذا ہم تو نسبت کی تعظیم کریں گے اور ان شاء اللہ عزوجل ثواب بھی پائیں گے۔

یہاں ایک دلچسپ واقعہ پیش کیا جا رہا ہے حضرت سیدنا مُفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

''میں دھوراجی کاٹیاواڑ میں نگینہ مسجد میں 12 ربیع الاوّل شریف کو بیان کرنے کے لیے گیا۔ وہاں موئے مبارک کی زیارت کی جارہی تھی مسلمان زیارت کر رہے تھے اور درود وسلام کا ورد کر رہے تھے۔ کوئی رو رہا تھا کوئی دُعا مانگ رہا تھا۔ غرض کہ عجیب پُر کیف منظر تھا۔ ایک صاحب کونے میں منہ بنائے کھڑے تھے میں نے پوچھا حضرت! آپ غصہ میں کیوں ہیں فرمانے لگے مسجدوں میں خُرافات ہو رہی ہے اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ بال سرکار مدینہ ﷺ ہی کے ہیں اور اگر ہوں بھی تو اس کی تعظیم کا کیا ثبوت ہے؟ میں نے ان کا جواب نہ دیا بلکہ اُن سے پوچھا جناب کا اسم شریف کیا ہے؟ فرمانے لگے عبدالرحمٰن والد مہربان کا اسم گرامی کیا ہے؟ فرمایا عبدالرحیم پوچھا کہ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ عبد الرحیم ہی کے فرزند ہیں؟ اوّل تو اس نکاح کے گواہ نہیں اگر کوئی ہو بھی تو وہ عقدِ نکاح کی گواہی دے گا۔ یہ کیسے معلوم ہوا کہ جناب کی ولادت شریف بھی انہی کے سبب سے ہوئی ہے تڑپ کر بولے مولوی صاحب! مسلمان کہتے ہیں کہ میں اُن ہی کا بیٹا ہوں اور مسلمانوں کی گواہی معتبر ہے تو میں نے کہا ''مسلمان کہتے ہیں یہ حضور اکرم، رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، بِاِذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ و ﷺ کے موئے پاک ہیں اور مسلمانوں کی گواہی معتبر ہے۔ اس پر وہ شرمندہ ہو گئے۔

عقل کو تنقید سے فُرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

اب ہم مختصراً اُن مشہور جگہوں کا بیان کریں گے جہاں آج بھی کئی سو سالوں کے بعد موئے مبارک کے ساتھ ساتھ بہت سے تبرکات مقدسہ موجود ہیں ان میں سے ایک سب سے مشہور جگہ ترکی کے مشہور شہر استنبول میں موجود ''توپ کاپے'' میوزیم جس میں رحمت عالم، حضور اکرم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، بِاِذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر،

محبوبِ داوَر عزَّ وَجَلَّ ﷺ کے بہت سے موئے مبارکہ اور تبرکات اپنی خوشبوئیں پھیلا رہے ہیں۔

وہ موئے مبارک جو حضور اکرم، رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عزَّ وَجَلَّ ﷺ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے تھے اور اُن کی والدہ ''اُم سلیم'' کو بھی بحکم نبی کریم ﷺ عطا ہوئے تھے وہ موئے مبارکہ آج بھی حضرت انس بن مالک کے خاندان کے ایک فرد کے پاس موجود ہے اور اُن کا نام ہے ''الشیخ محمد بن احمد الخزرجی'' جو کہ ابوظہبی U.A.E میں رہتے ہیں اور وہاں کے چیف جسٹس بھی رہے ہیں۔ وہ موئے مبارک ''ماشاء اللہ'' سے اتنے لمبے اور بڑے ہو گئے ہیں کہ آج تک اتنے بڑے موئے مبارک کہیں نہیں دیکھے تھے اُنہیں صاحب کا بیان ہے کہ ذکر خدا عزوجل اور ذکر رسول ﷺ کے وقت موئے مبارک میں جُنبش پیدا ہوتی ہے یعنی کے وہ جھومنے لگتے ہیں اور جب سورج کے سامنے لے کر جاتے ہیں تو بادل کا ٹکڑا آکر سایہ کر دیتا ہے اس کے علاوہ بھی بہت برکاتِ موئے مبارک بیان فرماتے ہیں جو موئے مبارکہ روہڑی پاکستان میں تشریف فرما ہیں مجھے پتا چلا ہے کہ یوم عرفہ (حج والے دن) کو اُن کی زیارت کروائی جاتی ہے اور وہاں عرس (میلے) کا ساسماں ہوتا ہے۔ تبرکات مقدسہ کا یہ سلسلہ صرف مکہ، مدینہ، اور پاکستان میں ہی نہیں بلکہ ہندوستان، ترکی، فلسطین، مصر، شام، عراق، اور دیگر ملکوں تک پھیلا ہوا ہے۔

پاکستان کے علاوہ ہندوستان میں مارہرہ، یوپی انڈیا میں بہت سے تبرکات تشریف فرما ہیں اِس کے علاوہ جے پور میں زیارت گاہ قدم مبارک میں حضور اکرم، رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عزَّ وَجَلَّ و ﷺ کے پتھر پر ثبت کف پاء مبارک ہیں مارہرہ یوپی میں مسجد برکاتیہ میں کچھ آثار مبارکہ ہیں جن میں موئے مبارک، نعلین مبارکہ، اور نقش کف پاء مبارک اور دیگر تبرکات تشریف فرما ہیں جن کی زیارت خاص مواقع پر کروائی جاتی ہے ان تبرکات کی مفصل کیفیت ''کاشف

الاستار'' میں یوں درج ہے:۔

☆ ایک موئے مبارک سرورِ دوعالم، نُورِ مُجَسّم، شاہِ بنی آدم، رسول مُحتَشَم ﷺ

☆ ایک موئے مبارک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

☆ ایک موئے مبارک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

یہ تبرکات نواب خیر اندیش خان زبیری عالمگیری میرٹھی کے فرزند نواب روح اللہ خان نے تمام ترکہ پدری کو چھوڑ کر جو لاکھوں روپیہ کا تھا اپنے اعزہ سے حاصل کئے ہیں اور اپنے پیرومرشد حضرت برکت علی مارہروی کو نذر گزار کئے تھے ان تبرکات کے پہنچنے سے پہلے عالم واقعہ میں سرکار مدینہ، قرارِ قلبُ وسینہ، شہنشاہِ مدینہ، صاحب معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ نے حضرت برکت اللہ مارہروی سے ارشاد فرمایا تھا کہ

میں نے اپنی یادگاریں تمہیں عنائیت کیں اس کے بعد نواب روح اللہ خاں مارہرہ پہنچے اور اپنے پیر کو یہ تبرکات نذر کئے یہ تبرکات نواب خیر اندیش میرٹھی کے پاس اس طرح آئے تھے جب تک ان کے والد نواب محبت علی خان کے کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ ایک باکمال درویش نے ان کو ایک درود بتایا تو نواب محبت علی خان اس کو اکثر پڑھا کرتے تھے ایک رات حضور اکرم، رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عزَّ وَجَلَّ ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تجھے ایک فرزند صالح صاحب اقبال عطا کیا اس خواب کے بعد نواب خیر اندیش پیدا ہوئے اور اپنی ذاتی لیاقت سے اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں مناصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ وہ بھی ہمیشہ اس درود شریف کا ورد رکھتے تھے۔ ایک بار وہ بھی زیارت حضور اکرم، رحمت عالم، شافعِ مَحشر، مدینے کے تاجور، باذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عزَّ وَجَلَّ ﷺ سے مشرف ہوئے اور اس وقت آپ نے ان کو درویش کی صورت دکھائی اور ارشاد فرمایا کہ ان درویش کی معرفت میری چند یادگاریں تجھ تک پہنچیں گیں۔ نواب صاحب خواب سے بیدار ہوئے تو بہت خوش ہوئے اور اُسی وقت سے

دربانوں کو حکم دے دیا کہ میں خواہ کسی حال میں ہوں کوئی درویش آئے تو اس کو فوراً میرے پاس پہنچا دینا۔

ایک دن نواب صاحب محل سرائے میں تھے کہ ایک فقیر کے آنے کی خبر پہنچی۔ نواب صاحب نے فوراً پردہ کھول کر ان کو محل سرائے میں بلایا۔ دیکھا تو وہی صورت تھی جو حضور اکرم، رحمت عالم، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ نے دکھائی تھی۔

اُن درویش صاحب کی مادری زبان عربی تھی اور تھوڑی سی فارسی جانتے تھے انہوں نے نواب صاحب سے کہا کہ میں روم میں تھا کہ حضور اکرم، رحمت عالم، شافعِ محشر، مدینے کے تاجور، باِذنِ ربِ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کا حکم ہوا کہ میں یہ موئے مبارک آپ کو پہنچا دوں سو یہ امانت لے لیں یہ کہہ کر وہ تینوں برکات نواب صاحب کو دے دیئے۔

نواب صاحب نے اس عطیہ کو آنکھوں سے لگایا سر پر رکھا اور اپنے اہل وعیال کو ان کی زیارت کرانے میں مصروف ہو گئے اور خواجہ سراؤں کو حکم دیا کہ درویش صاحب کو دیوان خانہ میں قیام کرائیں میں ابھی باہر آتا ہوں چنانچہ درویش صاحب کو خواجہ سراؤں نے دیوان خان میں لے جا کر ایک مُکلّف جگہ پر بیٹھا دیا اور خود دوسرے کاموں میں مصروف ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد جب نواب صاحب باہر تشریف لائے تو درویش صاحب کو نہ پایا۔ دربانوں سے پوچھا بہت تلاش کیا مگر اُن کا کچھ پتا نہ چلا کہ کون تھے اور کہاں چلے گئے۔

سندان تبرکات کی اسی الماری میں محفوظ ہے۔ اسکے علاوہ تبرکات مقدسہ پاکستان میں لاہور کے اندر موجود بادشاہی مسجد کی تبرکات گیلری میں محفوظ ہیں اور اس کی تفصیل بھی موجود ہے۔

اگر ہم موئے مبارک کے مزید فضائل اور تفصیل لکھیں تب بھی ہم موئے مبارکہ کے فضائل بیان کرنے سے قاصر ہیں اور بس سرکارِ مدینہ، قرارِ قلبُ وسینہ، شہنشاہِ مدینہ،

صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ کی بارگاہ میں یہی عرض ہے کہ ہماری اس ذرہ سے بھی کم کوشش کو قبول فرمائے۔ اور موئے مبارکہ کی برکتیں ہم سب کو عطا فرمائیں اب ان شاء اللہ کُچھ وہ واقعات لکھنے کی سعادت حاصل کروں گا جو ہماری آنکھوں دیکھے ہیں۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یہی دُعا ہے کہ ہمیں حق بیان کرنے اور آپ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

موئے مبارکہ کا درود وسلام کے دوران جُھومنا

سیدِ عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم، شہنشاہِ عرب وعجم ﷺ کے صدقے میں اس ناچیز کے پاس جانِ عالم، محبوبِ رب، تاجدارِ عَرَب عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کے موئے مبارک شریف تشریف فرما ہیں۔ اور سال میں کئی مرتبہ اور بالخصوص 12 ربیع الاوّل النور شریف کو اس کی زیارت کا اہتمام کیا جاتا ہے اور بارہویں شب کو اِس کی زیارت سے پہلے آبِ زم زم کو موئے مبارک شریف سے غُسل دے کر حضرت سیدہ اُم المومنین اُم سَلمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ کرام کی سنت کو پُورا کرتے ہیں تاکہ یہ پانی مریضوں کی رُوحانی اور جسمانی بیماریوں کو دور کرے ایک مرتبہ اِسی طرح جبکہ پانی کے پیالہ میں موئے مبارکہ تشریف فرما تھے۔ جب درودِ پاک کے بعد نعت شریف پڑھی جارہی تھی کہ موئے مبارکہ نے اس پانی کے پیالے میں ہی گھومنا اور جُنبش کرنا شروع کر دیا۔ یہ منظر وہاں موجود تمام اسلامی بھائیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور سب ''سبحان اللہ'' پکار اُٹھے۔

غالباً 2009ء کا جو 12 ربیع النور شریف کا مبارک دِن تھا اُس دِن ہمارے دو مختلف مسجدوں کے امام صاحبان اور نمازی اور کُچھ اور دوست زیارت کے لئے حاضر ہوئے تھے محفل پاک ہوئی اور جب اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور زمانہ کلام ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' پڑھا جارہا تھا اُس وقت سب زائرین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ موئے مبارکہ جس میں سے بہت ساری شاخیں نکلی ہوئی تھیں اور آپس میں لپٹی ہوئی تھیں وہ ایک

دوسرے سے جُدا ہو کہ جُنبش کر رہی ہیں اور جب درود وسلام پڑھ کر سب زائرین فارغ ہو گئے تو وہ موئے مبارکہ اور شاخیں سب دوبارہ اُسی پہلی والی حالت میں تشریف فرما ہو گئے۔ سبحان اللہ اور یہ منظر دیکھ کر کئی لوگ بہت متاثر ہوئے۔ اِسی طرح کئی لوگ ہم سے موئے مبارکہ سے مَس شدہ برکت والا پانی لے کر گئے اور اللہ پاک نے ان کو موئے مبارکہ کی برکت والے پانی سے شفا عطا فرمائی۔ کئی ایسے لوگ جو دِل کی مُراد لے کر آئے وہ پوری ہوئی۔ الغرض جو جس نیت سے آیا ویسا ہی پایا۔

میرے ایک محترم سید سیف اللہ خالد شاہ صاحب کے بیٹے کے ساتھ ایک دلخراش واقعہ پیش آیا۔

یہ کتاب بھی اسی واقعے کی وجہ سے ہی لکھی گئی اِس واقعہ سے پہلے بھی کئی مرتبہ ذہن میں آیا کہ موئے مبارکہ کی برکتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں تو کچھ برکات کتاب کی صورت میں جمع کروں تا کہ ہماری نوجوان نسل ناولوں اور ڈائجسٹ کو چھوڑ کر حقیقی عشق رسول ﷺ اپنائے اور ان کو اپنے نبی مختارِ کُل، سرورِ دوعالم، نُورِ مُجسّم، شاہِ بنی آدم، رسول محتشم ﷺ کے معجزات سے محبت ہو جائے۔

لیکن دنیاوی مصروفیات کی بنا پر کتاب لکھنے میں تاخیر ہوتی گئی اور پھر جب یہ واقعہ ہوا اور موئے مبارکہ کی ایک اور برکت فوراً ظاہر ہوئی تو مجھے موئے مبارکہ کی برکت سے اگلے دن ہی کتاب لکھنے کی سعادت ملی بلکہ یوں سمجھیں کہ موئے مبارکہ سے اجازت مِلی اللہ عزوجل اس کو ہم سب کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

سید سیف اللہ خالد صاحب کے بیٹے سید محمد صنّان شاہ صاحب اپنی چھت کے ساتھ لکڑی کی سیڑھی لگائے صبح کے وقت چڑیوں کو دانہ ڈال رہے تھے کہ اچانک چھت کے کنارے پر لگی اینٹیں ہل گئیں اور اُنہوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اینٹوں کے ہلنے کے باعث ہاتھ چُھوٹا اور صنّان صاحب نیچے گرے، گرنے کے دوران ہی چھت پر لگے سریے میں سے ایک سریا اُن کے پیٹ کے بائیں طرف گھس گیا اور چیرتا ہوا نکلا پیٹ کا وہ حصّہ کُھل گیا اور

خون بہنے لگا اُنھیں فوراً ہسپتال لے جایا گیا جہاں اُن کا آپریشن ہوا ظاہر ہے کے اتنے بڑے حادثے نے والدین کو بے حال اور بے چین کر دیا۔ شاہ صاحب نے مجھے اُسی وقت فون کیا اور تمام واقعہ بتایا اُس وقت آپریشن چل رہا تھا اِس لئے مجھے دُعا کرنے کو کہا۔ میں نے اُسی وقت موئے مبارک کے سامنے حاضری دی اور موئے مبارکہ کے وسیلے سے دُعا کی اور مُوئے مبارکہ کی بارگاہ میں اُس بچے کی زندگی اور سلامتی مانگی۔ وہ قبولیت کی گھڑیاں تھیں اور پھر موئے مبارکہ سے کی ہوئی عرض بھی قبول ہوئی اور اتنی بڑی پریشانی والا معاملہ اللہ عزوجل نے اپنے کرم سے موئے مبارکہ کے وسیلے سے ایسا حل کیا کہ اُس بچے کی زندگی بھی بچ گئی اور چند دِنوں میں چلنے پھرنے کے قابل بھی ہو گیا ہم سب حیران تھے کہ سرکار ﷺ کے موئے مبارکہ کے صدقے فوراً ہی اتنی پریشانی والا معاملہ اتنی آسانی سے حل ہو گیا۔

اِسکے علاوہ بھی بہت سے واقعات اور برکتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں صرف یہ ہمارے ہاں نہیں بلکہ جس جس جگہ موئے مبارکہ تشریف فرما ہوں گے وہاں سے آپ کو ضرور ایسے واقعات سُننے کو مِلیں گے کہ عقلیں حیران رہ جائیں گی۔

اگر کسی اسلامی بھائی کو موئے مبارکہ کی دولت نصیب ہو جائے اور وہ اُن موئے مبارکہ کو کسی بکس میں تشریف فرما کرنا چاہتے ہیں اور اُس کا طریقہ معلوم نہ ہو تو مجھ ناچیز سے ضرور رابطہ کریں ان شاء اللہ ہم اُن کو ادب واحترام کے ساتھ موئے مبارکہ کو تشریف فرما کرنے کا طریقہ بھی بتائیں گے اور کر کے بھی دیں گے اور اگر پانی سے مَس کرنا چاہیں تو اُس کا طریقہ بھی عرض کر دیں گے اور اگر کسی کو پانی چاہیے موئے مبارکہ والا تو وہ بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔

آخر میں ہم عاشق رسول سرکار مدینہ، قرارِ قلبُ وسینہ، شہنشاہِ مدینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ اور عاشق سیدی قطبِ مدینہ جو کہ ایک عرصہ دراز سے مدینہ منورہ میں قیام پزیر کیے اُن کی زبانی ایک واقعہ عرض کرتے ہیں اور اُس ہستی کا نام ہے (ڈاکٹر عاشق مَدنی) ڈاکٹر صاحب کو جن سے موئے مبارک عطا ہوئے اُن کے بیٹے

بیان کرتے ہیں کہ ہندوستان میں میرے والد صاحب حضرت علامہ مولانا محمد عبدالتوّاب
قادری کے پاس چند موئے مبارک تشریف فرما ہیں جب اُنھیں معلوم ہوا کہ ہمارے پاس
موئے مبارکہ ہیں تو اُنہوں نے والد صاحب سے عرض کیا ان مبارک بالوں میں سے ایک
بال مجھے بھی عنایت فرمادیں والد محترم نے وعدہ کرلیا کہ آپ کو ایک موئے مبارک پیش کر
دونگا۔ چنانچہ والد صاحب کے حج سے واپس آنے کے بعد جناب عاشق مدنی صاحب مدینہ
طیبہ سے ہمارے یہاں تشریف لائے ۔ موئے مبارک کی زیارت کا اہتمام کیا گیا والد
صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ موئے مبارکہ موم میں جمائے ہوئے ہیں میں ادباً
ہاتھ نہیں لگا سکوں گا۔ آپ خود اپنے ہاتھوں سے ان میں سے ایک موئے مبارک لے لیں۔
جناب عاشق مدنی صاحب نے والد محترم سے کہا کہ مولانا میں جس بارگاہ سے آیا ہوں یا
یوں کہہ لیجئے کہ بھیجا گیا ہوں میرا یقین ہے کہ وہیں سے کرم نوازی ہوگی۔ آپ کو یا ہمیں
ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ چنانچہ بال مبارک کی زیارت کے لئے لکڑی کی وہ
ڈبیہ جس میں بال مبارک ہیں کھولی گئی تو ہم تمام زائرین نے حُضورِ انور، شافعِ مَحشر،
مدینے کے تاجور، باذنِ ربِّ اکبر، غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّ وَجَلَّ ﷺ کا یہ اعجاز
مبارک اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ:۔

تمام بال مبارک تو موم میں اپنی جگہ جمے ہوئے ہیں اور ایک بال مبارک قریب
ہی نمایاں جگہ علیحدہ رکھا ہوا ہے۔

جناب عاشق مدنی صاحب نے والد محترم سے کہا کہ مولانا دیکھا آپ نے
سرکار ﷺ کی کرم نوازی، یہی بال مبارک میرے حصّے کا ہے پھر جناب عاشق مدنی نے درود
شریف پڑھتے ہوئے بکمال ادب گلاب کے پھُول کی ایک خوشبودار پنکھڑی کے ذریعہ اس
بال مبارک کو چاندی کی ایک خوبصورت ڈبیہ میں رکھ لیا۔ جسے وہ اپنے ساتھ لائے تھے تا حال
وہ بال مبارک ان کے پاس ہے اور وہ برابر اسکی زیارت سے شرفیاب ہوتے رہتے ہیں۔)
الحمدللہ عزوجل آج مورخہ 4 ذیقعدہ 1435ھ بروز منگل 2 ستمبر 2014ء کو یہ

کتاب مکمل ہوئی۔ اس کتاب کا نام ہے۔ ”برکاتِ موئے مبارک“ اور یہ کتاب موئے
مبارکہ کی برکتوں میں سے ایک برکت ہے۔ وہ اس طرح کہ مجھے اتنی زیادہ مصرفیات کے
باوجود صِرف 12 دنوں میں یہ کتاب تحریر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ میری پہلی
کتاب ہے۔ اور مجھے اس کتاب کو لکھنے کے لیے احادیث مبارکہ، سیرت اور واقعات کی
بہت ساری کتابوں کی ضرورت تھی اور یہ کام بہت محنت طلب تھا کیونکہ روایات اور واقعات
جو کہ مستند کتابوں میں تھے وہی تحریر کرنے تھے۔ یہ سارا معاملہ میرے آقا سرکارِ مدینہ، قرارِ
قلب وسینہ، شہنشاہِ مدینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ ﷺ کے صدقے ہے۔ جن
کے موئے مبارکہ کی اجازت اور نظرِ کرم سے مجھے یہ تحریر کرنے کی سعادت مِلی۔ اور ہر وہ
کتاب اور حوالہ مِلتا گیا جس کی مجھے ضرورت تھی اور ایسی مدد ہوئی کہ میں خود حیران ہوا کہ
بارہویں والے آقا، میٹھے مدنی سرکار، مدینے کے تاجدار ﷺ کے صدقے 12 دنوں میں
کتاب مکمل ہوگئی۔ اور پھر ہر مضمون اور واقعہ کی ترتیب بھی ہوتی گئی۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں
دُعا ہے کہ موئے مبارکہ کی برکت سے اس کو قبول فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین!!

خادم موئے مبارک
محمد شکیل احمد عطاری
0301-4070445

چھائیں رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکنِ ناز پہ وارے گیسو

ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

آخرِ حج غمِ امت میں پریشاں ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائیں رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

کعبۂ جاں کو پنہایا ہے غلافِ مشکیں
اڑ کے آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو

سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑے ہیں
سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

دیکھو قرآں میں شبِ قدر ہے تا مطلعِ فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں کلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

شانِ رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہوا دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو

شانہ ہے پنجۂ قدرت ترے بالوں کے لئے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

مژدہ ہو جھوم کے قبلہ سے گھٹائیں اٹھیں
ابروؤں پہ وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو

تارِ شیرازۂ مجموعۂ کونین ہیں یہ
حال کھل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضاؔ
صبحِ عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

کلام

میرے معبود کو پیارے میرے سرکار کے گیسوٗ
عُروج حُسن سے آگے میرے سرکار کے گیسوٗ

نہ گھونگھر والے نہ بالکل سیدھے وہ گیسوٗ خمیدہ ہیں
گھنےٗ اور رنگ میں کالے میرے سرکار کے گیسوٗ

گھماتی اُم سلمہ پانی میں مُوئے مبارک کو
مریضوں کو شِفا دیتے میرے سرکار کے گیسوٗ

عُمر سے عالَم بَرزخ میں ملنے پر یہ پوچھوں گا
کفن میں کس لیے رکھے میرے سرکار کے گیسوٗ

انَس نے یہ وَصِیّت کی زبان کے نیچے رکھ دینا
مجھے دفنانے سے پہلے میرے سرکار کے گیسوٗ

اِسی لئے تو خالد نے ہر اِک معرکہ جیتا
انہوں نے ٹوپی میں رکھے میرے سرکار کے گیسوٗ

لیئے آئی اُم تمیم جو ٹوپی فتح تھی اُس میں
بدَل دیں جنگ کے نقشے میرے سرکار کے گیسوٗ

کہیں جو سترہ بالوں میں سفیدی رِیش اور سر میں
وہ کتنے شوق سے گِنتے میرے سرکار کے گیسوٗ

ادا کرتے ہیں وہ سُنّت صحابہ کی جنہوں نے بھی
تبَرُّک جان کر رکھے میرے سرکار کے گیسوٗ

زیارت گیسوؤں کی ہے نبی ﷺ کی دید کا حِصہ
وہ ہے خوش بخت جو دیکھے میرے سرکار کے گیسوٗ

ملائک حُور وغلماں تکتے ہوں گے حیرت سے
سنوارے جب حلیمہ نے میرے سرکار کے گیسوٗ

جہاں میں عِشق و مَستی کی یہ خوشبو اِس لیے پھیلی
کہ ہوا کہ دوش پر مہکے میرے سرکار کے گیسوٗ

حبیبِ پروردگار عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خداداد اختیارات تصرفات کا واضح ثبوت والا یہ ایمانی دلائل کا گلدستہ

ساٹھ ۶۰ آیاتِ کریمہ اور تین سو ۳۰۰ احادیثِ مطہرہ سے مزین و منور و معطر ہے

تِ المصطفٰی بدافعِ البلاء ۱۳۱۱ھ

امام اہلسنت اعلیٰحضرت احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

مسلم کتابوی لاہور

قابلِ مطالعہ کتابیں
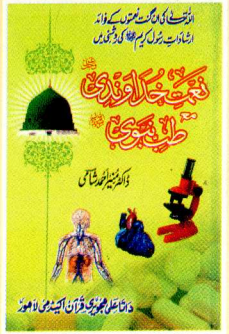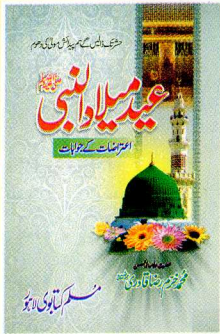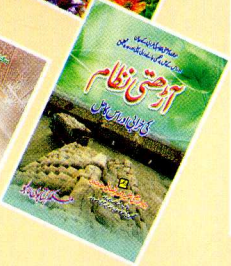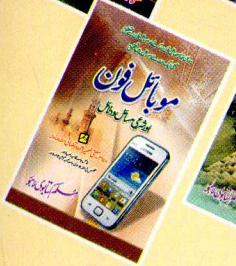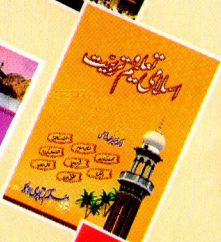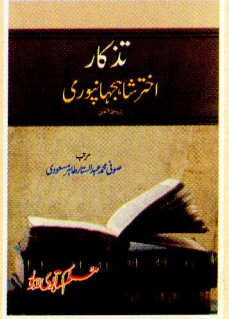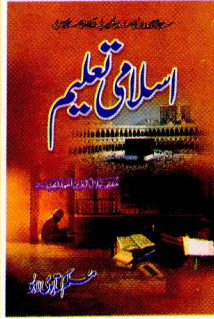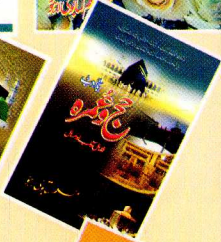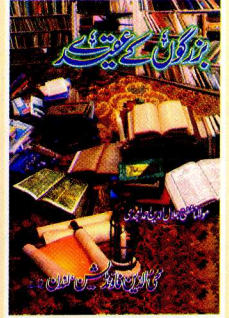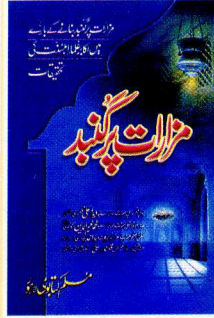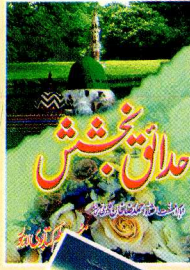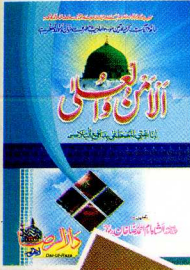
Email:muslimkitabevi@gmail.com